دو طرح کے انسان

زندگی کی تمام باتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ دوطرح کے انسان پائے جاتے ہیں، بعض طبیعتیں محتاط ہوتی ہیں، بعض بے پرواہ ہوتی ہیں۔جن کی طبیعت محتاط ہوتی ہے وہ ہر بات میں سمجھ بوجھ کر قدم اٹھاتے ہیں۔اچھے برے، نفع نقصان، نشیب وفراز کا خیال رکھتے ہیں۔جس بات میں برائی پاتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں، جس میں اچھائی دیکھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے جولوگ بے پرواہ ہوتے ہیں ان کی طبیعتیں بے لگام اور چھوٹ ہوتی ہیں۔ جو راہ دکھائی دے گی چل پڑیں گے۔جس کام کا خیال آجائے گا کر بیٹھیں گے۔ جوغذا سامنے آجائے گی کھالیں گے۔جس بات پر اڑنا چاہیں گے اڑ بیٹھیں گے۔اچھائی برائی، نفع نقصان، دلیل اور توجہ کسی بات کی بھی انھیں پرواہ نہیں ہوتی۔

جس حالت کو ہم نے یہاں احتیاط سے تعبیر کیا ہے اسی کو قرآن ''**تقویٰ**'' سے تعبیر کرتا ہے، ''**متقی**'' یعنی ایسا آدمی جو اپنے فکر وعمل میں بے پرواہ نہیں ہوتا، ہر بات کو درستگی کے ساتھ سمجھنے اور کرنے کی کھٹک رکھتا ہے، برائی اور نقصان سے بچنا چاہتا ہے اور اچھائی اور فائدے کی جستجو رکھتا ہے۔قرآن کہتا ہے: ایسے ہی لوگ تعلیم حق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور کامیاب ہو سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ تقوے کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اما سلكت طريقا ذا شوك؟ تم کبھی ایسے راستے میں نہیں چلے جس میں کانٹے ہوں؟ فرمایا: ہاں۔کہا: فما عملت؟ اس حالت میں تم نے کیا کیا؟ فرمایا: شمرت واجتهدت، میں نے کوشش کی کہ کانٹوں سے بچ کر نکل جاؤں۔کہا: فذلك التقویٰ، یہی تقوی کی حقیقت ہے۔

(ترجمان القرآن جلد دوم، ص ۱-۳، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

ہمیشہ اپنے دل کو نماز سے جوڑے رکھو

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الملائکة تصلی علی أحدکم مادام فی مصلاه مالم یحدث: اللهم اغفرلی، اللهم ارحمه، لایزال احدکم فی صلاة ماکانت الصلاة تحسبه، لا یمنعه أن ینقلب الی أهله الا الصلاة (صحیح بخاری: ٦٥٩، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة وفضل المساجد، کتاب الاذان)

ترجمہ : حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے تم میں سے کسی بھی آدمی کے لیے اس وقت تک یہ دعا کرتے رہتے ہیں ''اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما''، جب تک وہ آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے اور بے وضو نہ ہوا، تم میں سے وہ آدمی جو صرف نماز کی خاطر رکا ہوا ہو اور اس کو گھر جانے سے کوئی چیز نہ روکنے والی ہو سوائے نماز کے تو اس کے (انتظار کا سارا وقت) نماز میں ہی شمار ہوگا۔

تشریح: نماز سفر معراج کا عظیم تحفہ ہے، اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے، اسلام اور کفر کے درمیان تفریق کرنے والی ہے، جنت کے حصول کا ذریعہ اور جہنم کو حرام کرنے والی ہے، اچھائیوں کی طرف راغب اور برائیوں وفحاشیوں کی بیخ کنی کرنے والی ہے۔ چنانچہ اس عظیم المرتبت عبادت کی بڑی ہی اہمیت و فضیلت ہے۔ بالخصوص اس کے اجر وثواب میں اس وقت مزید اضافہ ہوجاتا ہے جب آدمی اس کی ادائیگی میں حد درجہ دلچسپی رکھتا ہوا اور اسی کی تاک میں لگا رہتا ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مشہور حدیث مروی جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات قسم کے ایسے لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ان سات خوش نصیبوں میں ایک "رجل قلبه معلق فی المساجد" وہ شخص ہوگا جس کا دل مسجد سے ہر وقت لگا رہتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیشہ نماز کے تاک میں لگا رہتا ہے۔ ایک فرض کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں لگا رہتا ہے اور صرف نماز ہی کے انتظار میں اپنے جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے تو ایسے شخص کے انتظار کی گھڑی کا اجر وثواب نماز کے ہی اجر وثواب کے برابر ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں بیٹھ کر دوسری نماز کا باوضو رہ کر انتظار کرنے کی ترغیب دلائی ہے، رب کی رحمتوں اور اس کی عنایتوں کا مستحق قرار دیا ہے۔ عرش الٰہی کی بشارت اور فرشتوں کے ذریعہ دعاء مغفرت کا مژدہ سنایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں صبح وشام بار بار حاضری لگاتا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ جنت میں ایسے شخص کی مہمانی کا سامان کرے گا۔ وہ صبح وشام جب بھی مسجد میں جائے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ٦٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی انگوٹھی پہنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، ایک رات عشا کی نماز آدھی رات تک مؤخر کردی۔ پھر نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو اس وقت سے لے کر برابر نماز کی ہی حالت میں ہو۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت سے آپ کی انگوٹھی کی چمک کا سماں میری آنکھوں میں ہے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نماز کے تاک وانتظار میں لگے رہنے اور اس کے لیے باوضو ہو کر انتظار کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو نماز کی پابندی اور نماز کے لیے مسجد میں باوضو رہ کر دوسری نماز کا انتظار کرنے اور ذکر واذکار میں مشغول رہنے کی مزید سے مزید تر خصوصی توفیقات اور عنایات سے نوازے، بروز قیامت خصوصی سایہ نصیب فرمائے، اپنی رحمتوں اور برکتوں کا برکھا برسائے اور نماز کی تاک میں ہمیشہ دل کو لگائے رکھے۔ آمین۔ صلی الله علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیراً کثیراً۔

مدیر مسئول
اصغرعلی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
جمعہ کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں ۶
کسبِ حلال ۱۰
مساجد میں پائے جانے والے غیر شرعی امور ۱۵
امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل ۱۷
کتوں کے تعلق سے شرعی احکامات ۲۱
اقوام عالم-تمردوسرکشی-انبیاء کی بعثت-اورعذاب الٰہی کی نوعیت ۲۶
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۹
جماعتی خبریں ۳۰

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ۷/روپے
پاکستان ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغرعلی امام مہدی سلفی

تعمیر وترقی کی راہ اپناؤ

کچھ ہاتھ ایسے ہوتے ہیں جو تعمیر اور بنانے اور سنوارنے کے لئے اٹھتے ہیں۔ ہر امر میں ان ہاتھوں کا اٹھنا اس لئے ہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ تعمیری کام کرگذریں اور وہ ہر سطح پر حسب قوت وطاقت ہمت ومحنت صرف کرتے ہیں کہ اسے بروئے کار لاکر کچھ نہ کچھ اچھے کام انجام دے لے جائیں۔ اور اگر خود سے کرنے کے لیے کچھ نہیں پاتے تو تعمیری کام کرنے والوں کا ہاتھ بٹانے لگ جاتے ہیں، اسے بنظر استحسان دیکھتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں اور تشجیع وہمت افزائی سے باز نہیں آتے اور اپنی بہترین قوت جسے اللہ تعالیٰ نے بڑی فراوانی سے ہر انسان کے اندر ودیعت کررکھی ہے، اسے خوب خوب استعمال کرتے نہیں تھکتے اور یہی ہے انسان کا سب سے بڑا ہتھیار اور آلہ واوزار، جسے ہر اچھے کام کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔ یہ تو خال خال اور بہت بدحال انسان ''تنگ آید بجنگ آید'' کی صورت میں اپناتا ہی ہے۔ لیکن مؤمن کامل وسائل وذرائع کا پابند سلاسل نہیں بنتا، بلکہ اس کی نظر ہمیشہ مقصد ومنزل پر ہوتی ہے اور اگر وہ میسر ہوگیا تو فبہا ورنہ وہ کامل توکل اپنے آقا ومولی کی ذات پر رکھتا ہے اور اس پر بھرپور بھروسہ کرکے بے سروسامانی میں بھی میدان عمل میں اترتا ہے اور اپنے ایمانی تقاضے کو پورا کرتا ہے، اپنے فرائض کو ادا کرتا وہ وسائل وذرائع کو کبھی غایت ومقصد مان کر اس کے پیچھے نہیں بھاگتا اور نہ ہی اس کی وجہ سے پس وپیش کرتا ہے۔ بلکہ اپنے مشن میں ہمہ تن مشغول ہوجاتا ہے اور دھن دولت اور ساز وسامان کا غلام اور رہین منت نہیں ہوتا بلکہ پوری لگن اور دُھن کا پکا اور من ومزاج کا راجہ بنا بے سروسامانی میں میدانِ عمل میں اُتر جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ خوب جانتا ہے کہ:

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہو اگر منزل، غارت گرِ ساماں ہو

جس طرح وہ ان حالات میں بے تیغ اور بے وسیلہ وذریعہ لڑتا رہتا ہے اسی طرح وہ اسباب واموال اور ذرائع ووسائل کی بہتات کے وقت بھی اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتا ہے اور وہ اسی پر مامور ہے اور اسی کا مکلّف بھی۔ لہٰذا ہر مومن اور انسان کو انہی حقیقی باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے خصوصاً اس یقین کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد کہ مومن کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ اس کا سب سے بڑا مددگار اور ہتھیار پروردگار ہی ہے۔ اس کا شعار ودثار بھی ہر حال میں اس کا دین وایمان ہے جو فقر وغنا، سفر وحضر، صحت وعلالت، خلوت وجلوت، عسرویسر اور تنگی وفراخی میں معاون ومددگار، ہمدرد وغمگسار اور سپاہی وسپہ سالار رہے۔ یہ دولت جس کو مل گئی وہ کامیاب وکامران ہے۔ خواہ وہ خود میدانِ عمل میں ہو یا کسی مردِ میدان کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہو۔ کامیاب انسانوں کی یہی علامتیں ہیں۔ ذی شعور انسانوں کا یہی وطیرہ ہے۔ اچھے انسان ومسلمان ہونے کی یہی نشانی ہے اور کسی انسان کو اسی وقت یہ توفیق ملتی ہے جب اسے تعمیر وبناء کی تمیز ہو، ذہن ودماغ اور قلب وجگر بھی تعمیر کی راہ پر گامزن ہوں۔ اگر افکار وایمان کی دنیا میں وہ منفی، تخریبی اور سلبی راہ پر چل نکلا اور اپنے اصل اور مثبت کاموں سے ہٹ گیا تو اسے دنیا کی کوئی چیز راہ راست پر نہیں لاسکتی۔ وہ ان شوریدہ سری، خودسری اور فتنہ پروری کی راہ سے احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے اور پوری ڈھٹائی اور بے حیائی سے وہ سب کچھ کرنے لگتا ہے جس کا تصور بھی ایک عام انسان نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ کوئی مدعی علم وعقل اور علم بردار تعمیر وترقی ایسا کرے۔

الغرض انسان کو چاہیے کہ ہر اچھے عمل کے لئے پیہم کوشاں رہے۔ اللہ پر یقین رکھے، نتائج ظاہری کو اللہ پر چھوڑے اور عنداللہ اجر وثواب کی نیت رکھے اور یہی ہر کام کا بہتر انجام ہے۔ ونعم اجر العاملین۔

تمام انبیاء وصلحاء، شہداء وصدیقین، اولیاء اللہ اور صحابۂ رسول اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی وظیفہ ووطیرہ رہا ہے۔ مکے کے گلیاروں، عکاظ کے بازاروں، طائف کے پہاڑوں، منیٰ کی وادیوں، حرا اور ثور کے غاروں، عرب کے ریگزاروں اور افریقہ کے صحراؤں میں ان کی سنت یہی رہی ہے۔ ان سب میں ان کا مقصد انسانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلانا اور ان کو سعادت دارین سے شادکام کرنا ہوتا تھا تا آنکہ ان کا رب ان سے راضی ہوجائے اور انہوں نے اپنے رب سے جو سچا عہد کیا تھا اسے کر دکھایا، صراط مستقیم پر گامزن رہے اور صدفیصد کامیاب اور فوز وفلاح سے سرفراز ہوئے۔ انعام یافتہ قرار پائے۔ انہی کی راہ اپنانے کا حکم دیا گیا۔ **اھدنا الصراط المستقیم....**

حالانکہ بظاہر وہ ان انسانوں کو ہدایت یافتہ اور فیض یافتہ نہ کرپائے پچاس سال کم ایک ہزار سال اس کام میں پیہم لگے رہے۔ رات کو رات اور دن کو دن نہیں سمجھا۔ اور دن رات ایک کردیئے۔ لیکن ایک تھوڑی سی تعداد کے علاوہ اکثریت نجات یافتہ وانعام یافتہ نہ ہوسکی۔ بلکہ طوفانوں کے بھنور اور گرداب میں پھنس کر ہلاک وبرباد ہوگئی اور وہ جو وسائل کی تلاش میں دور تک نکل گئے اور نت نئے بکھیڑے کھڑے کئے۔ ضلالت وگمراہی ان کا مقدر بنی اور وہ جنہوں نے تخریب کے ہاتھوں کو کام میں لاکر تحریف وتعصب اور ہٹ دھرمی کی راہ اپنائی اور تعمیر واصلاح کا کام چھوڑا وہ غیض وغضب الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امت اور انسانیت کو تلقین کی گئی اور بہت زور سے کی گئی کہ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحة: ۵-۷) ہیں۔

ترجمہ: ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیا۔ ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

لوگو! سنو! جو کچھ عمل صالح کرسکتے ہو کرتے رہو، حسد کے ہاتھوں مجبور ہوجاؤ گے تو کسی کو جلانے سے پہلے خود جل جاؤگے، تیرے رب اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا ہے، یہ دنیا کی مغضوب ترین قوم کا وطیرہ رہا ہے، دنیا کے تمام عقلاء وحکماء متحد ومتفق ہیں اس کی نحوست پر، یہ تو علماء یہود کی خصلت بتائی گئی تھی۔ تم کہاں جا پھنسے ہو!؟ کیا تمہیں اللہ کی ذات پر قضا وقدر پر، ایمان بالغیب پر، **وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ**

اللّٰهُ پر، قدر الله ماشاء فعل پر، فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ پر عوام الناس جتنا بھی ایمان نہ رہا۔ کیا تمہارے ازلی وابدی دشمن نے تم کو اتنا بھٹکا دیا ہے؟ یہ طنطنہ اور ہمہمہ تو فرعون کو بھی نہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور سازوسامان دنیا کا مالک کل بن بیٹھا تھا۔ اور غیروں سے حاصل شدہ چندٹکوں اور علم کے نشہ میں چور ہوکر، جہالت میں مست ہوکر ایسی رعونت کے شکار ہوگئے ہو۔ واللہ! میں تمہیں ہرگز ہرگز نصیحت نہ کرتا، اگر تمہاری آخرت ہمیں محبوب نہ ہوتی۔ تم ریشہ دوانیوں، مکر بازیوں۔ حیلہ سازیوں اور سازشوں کے کتنے ہی تانے بانے بنتے رہو، کامیاب نہیں ہوسکتے۔ یہ سب ناکامی کے راستے ہیں۔ کامیاب کیسے ہوسکتے ہو اور کیوں کر؟ کسی کی بے جا دشمنی اور محض حسد کی آگ میں تپ کر، خود تکلیفیں اٹھاکر، مادی ومعنوی اور زمانی ومکانی نقصان اٹھاکر دردر کی دریوزہ گری کر کے ادنیٰ انا کی خاطر کتنے ہی ناجائز وناہنجار اور دور از کار چوکھٹوں پر سر جھکا کر ایذا دہی کرلے جاؤ اور اس میں دور تک نکل جاؤ اور اپنی جماعت وجمعیت اور ملک وملت کو نقصان پہنچاؤ، رسوائی وجگ ہنسائی کی تاریخ رقم کرو، تم اپنی دنیا وآخرت کو برباد کرنے کے علاوہ کچھ نہ پاؤ گے اور آنے والی قومیں بھی تم کو ملامت کرتی رہیں گی۔ تمہاری نظر میں ابن سبا امت میں نفاق وشقاق کی ابدی بیج بوکر کامیاب ہوا، اور تم اس خروج وبغاوت اور سبائیت کے منکر ہوکر بھی اس کے جراثیم اور وائرس کے علمبردار ہو۔ اللہ تمہیں ہدایت دے آخر خوارج اور بلوائیوں کی راہ جو حضرت عثمان غنی کو بدنام کرنے اور حضرت علی کو راستے سے ہٹانے کے لئے اختیار کی گئی تھی، تمہیں کیوں پسند ہے؟ اور تمہارے اس کام میں اور ان میں وجہ امتیاز کیا ہے؟ ہاں فرق اتنا ضرور ہے کہ انہوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے اسلاف کے منہج وفہم سے دور نصوص کی من مانی، تفہیم وتشریح کی اور تم ہوکہ مدعی منہج سلف صالح ہونے اور بغاوت وخارجیت کی راہ اور اس کی بلا اور خطرناکی کو جاننے کے باوجود محض حسد وجلن اور طمع مال ومنال اور حرص منصب وجاہ میں اندھے ہوکر تخریب وتذلیل کی ڈگر پر چل پڑے ہو۔ خدارا سوچو یہ تو گمراہ قوموں کی سنت ہے۔ ابن سبا کی ڈگر ہے۔ خوارج کی راہ ہے۔ انہوں نے جو کچھ مومنین خلفاء، امراء اور اہل سنت وجماعت کے ساتھ کیا اور بظاہر کامیاب ہوئے وہی راہ چاہیے؟ تو جان لو! یہ کامیابی کی راہ ہرگز نہیں ہے اور مان لو اور پروپیگنڈوں سے باز آؤ کہ ابھی بہت کچھ بگڑا نہیں۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان خوارج میں سے بھی بہت سے تائب ہوئے یا تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ اور ذلت ورسوائی اور ہلاکت وبربادی ان کا مقدر بنی۔ مگر تم انا کی خاطر ادنی موہوم امیدوں کے سہارے ملک وملت اور انسانیت کو فتنہ وفساد اور بگاڑ واجاڑ کی آگ میں جھونک رہے ہو، سازوسامان اور وسائل کا حوالہ دے کر لوگوں کو سواد اعظم سے ہٹانے اور بھٹکانے کی گمراہ کن کوششیں صرف کررہے ہو۔ اور اسی کو اصلاح اور تعمیر کا نام دے رہے ہو اور بلاوجہ سنسنی پھیلا رہے ہو۔ حالانکہ یہ تو کھلا فتنہ وفساد اور بگاڑ کی راہ ہے۔ ایسے کام یا اقدام جن سے ملک وملت اور انسانیت اضطراب وبے چینی کا شکار ہوجائے، بڑوں کی توقیر اور چھوٹوں کی شفقت جاتی رہے، باپ کا علم بیٹے کو ازبر نہ رہ سکے، بڑے بڑوں کی کلاہ عظمت سے بلاوجہ کھلواڑ ہونے لگے اور جماعت وجمعیت کی دال جوتیوں میں بٹنے لگے، مصالح کی آنچ پر روٹیاں سینکی جانے لگے، مال ومنال حق وناحق کا معیار بن جائے اور جاہ ومنصب ہی معبود ومقصود ہوجائے تو اس کو سرگرمی، فعالیت اور بناؤ واصلاح کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کمیونٹی کی حکایت بیان کی ہے جس کو ان منجملہ فساد انگیزیوں اور فتنہ سامانیوں کے باوجود مصلح ومعمار ہونے کا زعم باطل تھا۔ چور مچائے شور کے مصداق اپنی زبانی اپنا تزکیہ کرتا پھرتا تھا کہ انما نحن مصلحون۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زیادہ پارسائی اور ملک وملت اور جماعت کی ہمدردی وبہی خواہی کا جھوٹا دم بھرتے مت پھرو اور اصلاح کے نام پر فساد نہ پھیلاؤ۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

"فتوبوا الی الله ایها المومنون".

☆☆☆

عبدالولی عبدالقوی، داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات، الحائط/سعودی عرب

(دوسری اور آخری قسط)

جمعہ کے احکام ومسائل- کتاب وسنت کی روشنی میں

(۹) جمعہ کی سنت:

(۱) جمعہ سے پہلے کی سنت:

نماز جمعہ سے پہلے کوئی متعین سنت نہیں، بلکہ بندہ مسلم اگر مسجد میں امام کے ممبر پر تشریف لانے سے پہلے داخل ہو تو جتنی نوافل ہوسکے پڑھتا رہے اور جب امام خطبہ کے لئے ممبر بیٹھ جائے تو نوافل بند کردے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من اغتسل ثم اتی الجمعة فصلی ما قدر له ثم انصت حتی یفرغ من خطبته ثم یصلی معه غفرله ما بینه و بین الجمعة الأخری و فضل ثلاثة أیام"

جو شخص غسل کرکے جمعہ کے لئے آتا ہے اور خطبہ شروع ہونے تک جس قدر ہوسکے نوافل ادا کرتا ہے، پھر خطبۂ جمعہ شروع سے آخر تک خاموشی کے ساتھ سنتا ہے تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (مسلم/الجمعہ ۸۵۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے، تو جس قدر ہوسکتی نوافل پڑھتے، چنانچہ کوئی دس رکعات، کوئی بارہ، کوئی آٹھ، کوئی اس سے کم وبیش پڑھتا، اسی بنا پر جمہور ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ جمعہ سے پہلے وقت اور تعداد کی تعیین کے ساتھ کوئی سنت نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول یا فعل سے جمعہ سے پہلے کوئی سنت مسنون قرار نہیں دی ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/۱۸۹)

اور اگر نمازی امام کے ممبر پر تشریف لانے کے بعد مسجد میں داخل ہو تو دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جائے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ (سلیک غطفانی) نامی ایک شخص مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھ گئے، نبی ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہوجاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو۔ (بخاری/الجمعہ ۹۳۱، مسلم/الجمعہ ۸۷۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا جاء أحدکم یوم الجمعة و الامام یخطب فلیرکع رکعتین و لیتجوز فیهما" جب کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔ (مسلم/الجمعہ ۸۷۵(۵۹))

(۲) جمعہ کے بعد کی سنت: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد مسجد میں کوئی سنت نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ گھر لوٹ جاتے، گھر پہنچ کر دو رکعت پڑھتے۔ (مسلم/الجمعہ ۸۸۲)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدها اربعا" جب کوئی شخص جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔ (مسلم/الجمعہ ۸۸۱)

چنانچہ دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے بعد سنتیں گھر میں پڑھے، تو دو رکعت پڑھے اور اگر مسجد میں پڑھے تو چار رکعت پڑھے۔ (الملخص الفقہی ص ۲۵۱)

فتوی کمیٹی ریاض کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے: "نماز جمعہ سے پہلے کوئی متعین سنت نہیں ہے، بلکہ جمعہ سے پہلے مسجد میں آنے والا جتنی رکعتیں چاہے پڑھے اور نماز جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعت اور مسجد میں چار رکعت پڑھے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/۲۷۴)

(۱۰) جمعہ کے آداب:

(۱) **غسل کرنا:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا جاء أحدکم الجمعة فلیغتسل" جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے غسل کرنا چاہئے۔ (بخاری/الجمعۃ ۸۷۷، مسلم/الجمعۃ ۸۴۴)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حق علی کل مسلم أن یغتسل فی کل سبعة أیام و یوما یغسل فیه راسه و جسده" ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہفتہ میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے، اس میں اپنا سر اور بدن دھوئے۔ (بخاری/الجمعہ ۸۹۷، مسلم/الجمعۃ ۸۴۹)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم" جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب (مؤکد) ہے۔ (بخاری/الجمعہ ۸۷۹، مسلم/الجمعۃ ۸۴۶)

یہاں پر واجب اور حق کا معنی مؤکد کے ہیں۔ (دیکھئے: نیل الاوطار للشوکانی ۱/۳۳۲، شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/۱۳۹)

مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا نہایت ہی پسندیدہ از روئے شرع مستحب ومؤکد ہے، ایسا لازمی نہیں کہ اس کا تارک گناہ گار ہو۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من توضأ یوم الجمعه فبها و نعمت و من اغتسل فهو افضل"

جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا، تو افضل ہے۔(ابو داؤد/ الطہارۃ ۳۵۴، ترمذی ۴۹۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۷۲ ح ۳۴۱)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من توضأ فأحسن الوضوء ثم اتى الجمعة فاستمع و أنصت غفر له ما بينه و بين الجمعة و زيادة ثلاثة أيام و من مس الحصا فقد لغا“

جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموش ہو کر خطبہ سنا، تو اس کے لئے جمعہ سے جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور جس نے (جمعہ کے دوران) کنکری کو بھی چھوا اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم/ الجمعۃ ۸۵۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی بابت فرماتے ہیں: یہ حدیث غسل جمعہ کے واجب نہ ہونے کی ٹھوس دلیل ہے۔ (دیکھئے: تلخیص الحبیر ج ۲/ ۶۷)

(۲) اچھے کپڑے زیب تن کرنا: جمعہ کے لئے آنے والے کو چاہئے کہ حسب استطاعت اسے جو اچھے کپڑے میسر ہوں، زیب تن کرے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگائے اور اچھا کپڑا زیب تن کرے، پھر گھر سے نکلے اور مسجد آئے، مسجد پہنچ کر جتنی رکعات چاہے پڑھے، مسجد میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور نماز جمعہ سے فراغت تک خاموشی اختیار کرے، تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہوجاتا ہے۔(مسند احمد ۵/ ۴۲۰، صحیح ابن خزیمہ ۳/ ۱۳۸ (صحیح) عندالالبانی، دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۴۳۲ ح ۶۸۸)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بروز جمعہ منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ما على أحدكم لو اشترى ثوبين ليوم الجمعة سوى ثوب مهنته“ کوئی شخص ایسا کیوں نہیں کرتا ہے کہ جمعہ کے لئے عام استعمال کے علاوہ دو کپڑے بنالے۔(ابن ماجہ ۱۰۹۵، ابوداؤد ۱۰۷۸ (صحیح) عندالالبانی، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۱۸۱ ح ۸۹۸، صحیح ابوداؤد ۱/ ۲۰۱)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کے دن اچھے کپڑے پہننا اور اس کے لئے مخصوص لباس بنانا جائز ہے“۔ (نیل الاوطار ۳/ ۲۶۵)

(۳) مسواک کرنا اور خوشبو یا تیل لگانا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء منكم الى الجمعة فليغتسل و ان كان طيب فليمس منه و عليكم بالسواك“ جمعہ کو اللہ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے، لہذا جو شخص جمعہ کے لئے آئے، وہ غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگائے اور تم اپنے اوپر مسواک کو لازم کرلو۔(ابن ماجہ ۱۰۹۸، (حسن) عندالالبانی، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۱۸۱ ح ۹۰۱)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لا يغتسل رجل يوم الجمعة و يتطهر ما استطاع من الطهر و يدهن من دهنه أو يمس من طيب بيته ثم يخرج فلا يفرق بين اثنين ثم يصلي ما كتب له ثم ينصت اذا تكلم الامام الا غفر له ما بينه و بين الجمعة الأخرى“ جو شخص جمعہ کو نہائے اور جس قدر پاکی ہو سکے کرے، پھر تیل یا اپنے گھر سے خوشبو لگائے اور (جمعہ کے لئے) مسجد کو جائے (وہاں) دو آدمیوں کے درمیان گھس نہ پڑے (بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے، پھر جتنی ہو سکے نماز پڑھے، پھر دوران خطبہ خاموش رہے، تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔(بخاری، الجمعہ باب الدہن للجمعۃ ۸۸۳)

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے لئے اس وقت جاتے تھے جب تیل اور خوشبو لگا لیتے، ہاں احرام کی حالت میں نہیں لگاتے تھے۔(مؤطا، الجمعہ باب الہیئۃ وتخطی الرقاب...)

(۴) مسجد جانے میں جلدی کرنا: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فكأنما قرب بدنة و من راح فى الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة و من راح فى الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا أقرن و من راح فى الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة و من راح فى الساعة الخامسة فكأنما قرب بيضة فاذا خرج الامام حضرت الملائكة يستمعون الذكر“ جو شخص جمعہ کے دن جنابت جیسا غسل کرے، پھر نماز کے لئے جائے، تو اسے اتنا ثواب ملا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو شخص دوسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے سینگ والے دنبے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو گویا اس نے (اللہ کی راہ میں) انڈا خرچ کیا، پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کی غرض سے حاضر ہوجاتے ہیں۔ (بخاری ۸۸۱، مسلم ۸۵۰)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ حدیث میں غسل جنابت سے مراد یہ ہے کہ پورے بدن پر پانی بہائے اور اچھی طرح غسل کرے جس طرح غسل جنابت میں کرتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ حقیقت میں غسل جنابت مراد ہے، چنانچہ جس کے پاس بیوی یا لونڈی ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ جمعہ کے دن اس سے جماع کرے پھر غسل کرے۔ (شرح ابن رجب للبخاری ۶/ ۱۵۵)

نیز ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا كان يوم الجمعة كان على كل باب من أبواب المسجد

الملائکة یکتبون الاول فالاول فاذا جلس الامام طووا الصحف و جاء وا یستمعون الذکر" جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں، پھر اس کے بعد آنے والے کا، (اس طرح نمبر وار لکھتے جاتے ہیں) جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے کے لئے آجاتے ہیں۔(بخاری ۳۲۱۱، مسلم ۸۵۰)

(۵) پیدل چل کر جانا: اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "من غسل یوم الجمعة و اغتسل ثم بکر و ابتکر و مشی و لم یرکب و دنا من الامام و استمع و لم یلغ کان له بکل خطوة عمل سنة اجر صیامها و قیامها" جو شخص جمعہ کے روز خوب اچھی طرح غسل کرے اور پا پیادہ (مسجد کو) جائے، امام کے نزدیک ہو کر دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے، تو اس کو ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔(ابوداؤد ۳۴۵، ابن ماجہ ۱۰۸۴، ترمذی ۴۹۶، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۷۰ ح ۳۳۳، صحیح الترغیب والترہیب ۱/۴۳۳)

(۶) مسجد پہنچ کر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے: مسجد میں پہلے سے موجود نمازیوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنا حرام ہے، کیوں کہ اس میں اللہ کے بندوں کو تکلیف پہنچانا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب: ۵۸)

جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من اغتسل یوم الجمعه و مس من طیب امرأته - ان کان لها - و لبس من صالح ثیابه ثم لم یتخط رقاب الناس و لم یلغ عند الموعظة کانت کفارة لما بینهما و من لغا و تخطی رقاب الناس کانت له ظهرا"

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر اس کی بیوی کے پاس خوشبو ہو تو اس میں سے لگائے اور اچھا کپڑا زیب تن کرے، لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور خطبہ کے دوران کوئی لغو کام یا بات نہ کرے، تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، اور جو لغو کام یا بات کرے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگے، تو یہ نماز اس کے لئے ظہر کی طرح ہو جاتی ہے۔(یعنی وہ جمعہ کے خصوصی ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے) (ابوداؤد ۳۴۷، تحقیق الالبانی (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۷۱ ح ۳۳۵)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آنے لگے، آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو تکلیف دی اور آنے میں دیر لگائی۔(ابن ماجہ ۱۱۱۵، مستدرک حاکم ۱/۴۲۴، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۱۸۴ ح ۹۱۶)

(۷) کسی کو اس کی جگہ سے اٹھاکر نہ بیٹھے: جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا یقیمن أحدکم أخاه یوم الجمعه ثم لیخالف الی مقعده فیقعد فیه لکن یقول: تفسحوا" کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے بلکہ یہ کہے کہ کشادہ ہو جاؤ۔(مسلم/السلام ۲۱۷۸)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "اس حدیث میں کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر بیٹھنے کی ممانعت حرمت پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص جمعہ یا کسی اور دن مسجد میں یا کسی اور جائز جگہ پر پہلے سے بیٹھا ہوا ہو، تو وہ وہاں پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے اور اس حدیث کی بنا پر اس کو وہاں سے اٹھانا حرام ہے"۔(شرح النووی علی مسلم ۷/۱۶۷)

(۸) امام سے قریب ہوکر بیٹھے: جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے روز خوب اچھی طرح غسل کرے اور پا پیادہ (مسجد کو) جائے، امام کے نزدیک ہو کر دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی لغو کام نہ کرے، تو اس کو ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "احضروا الذکر و ادنوا من الامام فان الرجل لا یزال یتباعد حتی یوخر فی الجنة ان دخلها" خطبہ میں حاضر ہو اور امام سے قریب ہو کر بیٹھو، اس لئے کہ آدمی برابر دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دخول جنت میں بھی پیچھے کر دیا جاتا ہے اگر داخلہ مقدر رہا۔(ابوداؤد ۱۱۰۸، (حسن عند الالبانی) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۲۰۶ ح ۹۸۰)

(۹) مسجد پہنچ کر بکثرت نوافل پڑھے: امام کے منبر پر تشریف لانے سے پہلے نوافل پڑھتا رہے، جب امام خطبہ کے لئے منبر پر آ جائے، تو نوافل بند کر دے، جیسا کہ اس کا ذکر جمعہ کی سنتوں کے بیان میں گزر چکا ہے۔

(۱۰) دوران خطبہ گوٹ مار کر نہ بیٹھے: معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن دوران خطبہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔(ابوداؤد/ الصلاۃ ۱۱۱۰، تحقیق الالبانی (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۲۰۶ ح ۹۸۲)

گوٹ مارنا اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھے، اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آجاتی ہے اور شرمگاہ کے بے حجاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (فیض القدیر ۶/۳۱۳، تحفۃ الاحوذی ۳/۳۷)

(۱۱) جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرنا: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من قرأ سورة الکهف فی یوم الجمعة أضاء له من النور ما بین الجمعتین" جو شخص جمعہ کے

دن سورہ کہف کی تلاوت کرے، اس کے لئے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک نور رہے گا۔(مستدرک حاکم ۲/۳۹۹ (صحیح عند الالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب و الترہیب ۱/۴۵۵ ح ۷۳۶، مشکاۃ ۱/۴۹۲)

واضح رہے کہ جمعہ کے دن سے مراد طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک کا وقت ہے، چنانچہ یہ پورا وقت سورہ کہف کی تلاوت کا ہے لہذا اگر کوئی صبح میں یا عصر کے بعد یا نماز جمعہ سے پہلے یا بعد سورہ کہف کی تلاوت کرلے تو وہ اس فضیلت کا مستحق ہوگیا۔

(۱۲) **نبی ﷺ پر بکثرت درود بھیجنا:** جمعہ کے دن اور اس کی رات میں رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود بھیجی جائے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اکثروا الصلاۃ علي یوم الجمعة و لیلة الجمعة فمن صلی علي صلاۃ صلی الله علیه عشرا" جمعہ کے دن اور اس کی رات میں بکثرت میرے اوپر درود بھیجو، اس لئے کہ جو شخص ایک بار میرے اوپر درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (بیہقی ۳/۲۴۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "سلسلة الاحادث الصحیحة ۳/۳۹۷ ح ۱۴۰۷" میں ذکر کیا ہے)

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ان من افضل أیامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض و فیه النفخة و فیه الصعقةفأكثروا علي من الصلاة فیه فان صلاتكم معروضة علي، قال: قالوا: یارسول الله! و كیف تعرض صلاتنا علیك و قد أرمت ؟ فقال: ان الله عز و جل حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء"

تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن چیخ ظاہر ہوگی جس کی ہیبت سے لوگ بیہوش ہوکر گر پڑیں گے، اس لئے اس دن بکثرت میرے اوپر درود بھیجا کرو، کیوں کہ تمہارا درود میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپ اپنی قبر میں بوسیدہ ہوچکے ہوں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عز و جل نے زمین پر انبیاء کے جسم کو حرام قرار دیا ہے (کہ وہ ان کو کھائے) (ابوداود/الجمعة ۱۰۴۷، نسائی/الجمعة ۱۳۷۵، ابن ماجة/الجنائز ۱۶۳۶، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداود ۱/۱۹۶ ح ۹۲۵، صحیح الترغیب والترہیب ۱/۴۳۶ ح ۶۹۶)

(۱۳) **بکثرت دعا کرنا:** جمعہ کے دن بکثرت دعا کی جائے، ہوسکتا ہے کہ قبولیت کے وقت سے ٹکرا جائے اور دعا قبول ہوجائے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ان في الجمعة لساعة لا یوافقها عبد مسلم قائم یصلي یسأل الله خیرا الا أعطاه ایاه" جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان کھڑا ہوکر نماز پڑھے اور اس گھڑی میں اللہ سے بھلائی کا سوال کرے، اللہ تعالی اسے عطا کرتا ہے، آپ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کی کمی کی جانب اشارہ کیا۔ (بخاری ح ۹۳۵، مسلم ۸۵۲)

(۱۴) **لوگ نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر نہ بیٹھیں:** عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بناکر بیٹھنے اور مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا۔(نسائی ۷۱۵، ابن ماجہ ۱۱۳۳ (حسن عندالالبانی) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/۲۳۶)

(۱۵) **دوران خطبہ خاموشی اختیار کریں:** دوران خطبہ خاموشی اختیار کی جائے اور خطبہ بغور سنا جائے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة أنصت و الامام یخطب فقد لغوت" دوران خطبہ جب تم اپنے پاس بیٹھنے والے کو (از راہ نصیحت) کہو "چپ رہو" تو بلاشبہ تم نے لغو کام کیا۔ (بخاری ۹۳۴، مسلم ۸۵۱)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوران خطبہ ہر طرح کی گفتگو ممنوع ہے"۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/۱۴۴)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من توضأ فأحسن الوضوء ثم اتی الجمعة فاستمع و أنصت غفر له ما بینه و بین الجمعة و زیادة ثلاثة أیام و من مس الحصا فقد لغا" جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح وضو کرے، پھر جمعہ کے لئے آئے اور خطبہ غور سے سنے اور خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے، مزید اور تین دن کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور جو کنکریوں کو چھوئے اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم ۸۵۷)

(۱۶) **خطبہ کے وقت خطیب کی جانب رخ کرکے بیٹھا جائے:** مستحب ہے کہ نمازی دوران خطبہ خطیب کی جانب رخ کرکے بیٹھے تاکہ خطبہ بغور سنے اور خطیب کی نصیحتوں سے نفع اندوز ہو۔ عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تو آپ کے صحابہ آپ کی جانب اپنا رخ کرتے۔ (ابن ماجہ ۱۱۳۶، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۱۸۷ ح ۹۳۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "امام کی جانب رخ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی بات کو سننے کے لئے آمادہ ہونا اور ایک مؤدبانہ طریقہ اپنانا ہے، چنانچہ نمازی کا امام کی جانب اپنا رخ کرلینا اور دل وجان اور ذہن ودماغ کی حاضری کے ساتھ اس کی جانب متوجہ ہوجانا اس کی نصیحتوں کے سمجھنے کا بڑا ذریعہ اور امام کی کھڑے ہوکر خطبہ دینے کے مقصد کی موافقت کرنا ہے"۔ (فتح الباری ۲/۴۶۷)

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات و صلی الله علی نبینا محمد

☆☆☆

کسبِ حلال

پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

انسان کی کامیابی کا راز جاہ وحشمت اور مال و دولت میں نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح میں مضمر ہے۔ ابتدائے آفرینش سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات ارضی میں جس قدر انبیاء ورسل مبعوث فرمائے ان سب کا مقصدِ وحید معرفتِ الٰہی، روحانی تزکیہ اور دنیاوی واخروی فلاح وسعادت تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مذہب کا عالمگیر تصور نہ تھا۔ آپ کی بعثت اور تعلیمات میں جو وسعت، جامعیت اور عالمگیریت ہے۔ اس سے گذشتہ تمام ادیان خالی ہیں۔ قرآن حکیم نے اسلام کو ''دین مکمل'' کہا ہے اور بتقاضائے ''ختم نبوت'' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک منفرد اور امتیازی شان رکھتے ہیں۔ یوں اسلام کی یہ تحریک ''ابد'' تک اپنی اصل صورت میں برقرار رہے گی اور یہی خدائی فیصلہ ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم تبیانا لکل شئی کا دعوئے کرتا ہے کہ اسلام ابد تک ساری کائنات کے لیے جملہ اخلاقی، روحانی اور مادی ضروریات کا جامع ضابطۂ حیات ہے۔

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے''۔ (لہٰذا حرام وحلال کی جو قیود تم پر عائد کر دی گئی ہیں ان کی پابندی کرو''۔

اسلام کے ہر حکم میں رحمت کا پہلو نمایاں ہے۔ قرآن حکیم میں جس کثرت سے رحمتِ خداوندی کا ذکر آیا ہے کسی اور صفت کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی صفات ساری کائنات کے لیے رحمت ہے۔ مگر آج مغرب و مشرق کی خیرہ کر دینے والی تہذیب وترقی نے انسانیت اور خاص کر مسلمان کے مستقبل کو سراسر تاریک کر دیا ہے۔ اسی لیے موجودہ دور کا انسان انسانیت کے ارتقاء اور مادی ترقی سے مرعوب ہو کر مذہب حقیقی سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ آج کے گروہ مادی اسباب کی فراہمی کے لیے دیوانہ وار جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور اس تگ ودو میں کسی روحانی اور اخلاقی ضابطے کے پابند ہونا پسند ہی نہیں کرتے۔ اسی غلط عقیدے نے انسان میں نہایت ہی ذلیل خصائص پیدا کر دیئے ہیں۔ یعنی خودغرضی، لالچ، سنگدلی، بخیلی، تنگ نظری، بدعہدی، خیانت، چوری اور ریاکاری جیسی بری عادتیں اس کی گھٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان نے حق وانصاف کے بجائے جاہ و حشمت کی پرستش شروع کر دی اور اس سلسلے میں ہر قسم کی حرکت وکش مکش کو ارتقاء کی ضمانت سمجھ لیا۔

ناجائز آمدنی سے اجتناب کے بارے میں قرآن وحدیث میں جو احکام بیان ہوئے ہیں ان کی مکمل تفصیل وتشریح اس مقالے میں ممکن نہیں، بہرحال مختصر پیرائے میں حتی المقدور وضاحت کی کوشش کروں گا۔ انسان کی کمزوری یہ رہی ہے کہ وہ خود غرضی کی طرف زیادہ دوڑتا ہے اور اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لیے وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہیے۔ سابقہ اقوام میں عاد وثمود، اہل مدین، یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب وغیرہ اس بیماری میں مبتلا تھے۔ قرآن حکیم نے ان کی خرابیوں کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر آیاتِ الٰہی کو بھی بیچ ڈالتے تھے۔ ''فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا''۔ (البقرہ:۷۹)

''پس ہلاکت وتباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے (شرع کا) نوشتہ لکھتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں''۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات میں ردو بدل کر کے جو دولت کمائی یا حاصل کی جائے وہ کتنی ہی کثیر اور پُرکشش کیوں نہ ہو، وہ ہر حال میں حقیر وذلیل ہے۔ اس آیت میں ''قلیل'' کیفیت کے لحاظ سے بولا گیا ہے۔ اہل کتاب یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کے مذہبی رہنما، مذہبی معاملات میں سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے اور اس طرح وہ آسمانی کتابوں پر دست درازی کرتے۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں اور ان کے علماء کو خبردار کیا کہ تم اس قسم کی ناجائز آمدنی سے اجتناب کرو۔ اس بات کا اشارہ درج ذیل آیت قرآنی سے واضح ہوتا ہے۔

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ''(التوبہ:۳۴) اے اہل ایمان! (ان اہل کتاب کے) اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کے راستے سے روکتے ہیں''۔

قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ (پادری ودرویش) دنیاوی لالچ میں اتنے اندھے ہو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑ موڑ دیتے تھے۔ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ آگے نکل جاتے، جس کے نتیجے میں معاشرہ تباہ ہو گیا اب اگر عالم وپیر کذب وفریب اور حرام خوری سے نہیں روکتے۔ اور خود بھی اس میں مبتلا

ہوجاتے ہیں تو پھر ایسے معاشرے میں ہر فرد حرام خوری، برائی اور بے حیائی میں سبقت لے جانا چاہتا ہے ان کے کردار کی یہی پستی معاشرے کو تباہ کر دیتی ہے۔

وما افسد الدین الا الملوک

واحبار سوء و رهبانها

دین کو بگاڑنے والے ہمیشہ یہ گروہ ہی رہے ہیں، ظالم بادشاہ، بدکار علماء اور مکار صوفی امتِ مسلمہ میں مختلف فرقوں کا وجود ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہمارے علماء و عوام کس حرص کی راہ پر چل رہے ہیں۔ آج کے مسلم معاشرے میں ناجائز آمدنی کی کئی راہیں کھلی پڑی ہیں۔ مثلاً تجارت، وراثت سروس وغیرہ۔ سابقہ اقوام کی حالت پر نظر کریں تو ان میں بھی یہی خرابیاں نمایاں تھیں۔ قوم مدین کے اکثر لوگ تجارت کے پیشہ سے منسلک تھے۔ یہ لوگ انتہائی بددیانتی سے ناپ تول میں کمی کرتے اور لین دین میں دھوکا کرتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: ''وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ''۔(ھود:۸۵)

''اور اے قوم کے لوگو! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو''۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: بددیانتی سے باز آجاؤ۔ اور صرف حلال و طیب کمائی کرو، اسی میں خیر و برکت ہے مگر قوم ماننے پر تیار نہ ہوئی۔ آخر تباہی ان کا مقدر بن گئی۔ میں یہاں صرف ایک بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ہم قصاب سے جو ایک کلو گوشت لاتے ہیں وہ ایک کلو کبھی نہیں ہوا، میں اکثر سوچتا ہوں کہ کیا یہ شخص جو گوشت فروخت کر رہا ہے مسلمان نہیں ہے؟ کیا اسے مرنا نہیں ہے؟ کاش اسے قبر یاد رہتی۔ لیکن میرے یہ تمام خیالات اور سوالات تصور سے ٹکرا کر واپس لوٹ آتے ہیں۔

زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق افراد مثلاً استاذ، ڈاکٹر، انجینئر، ملازم، تاجر، مزدور اور کسان وغیرہ، اگر دیانت و امانت کے اصولوں پر کاربند ہیں (جو بظاہر نقصان دہ معلوم ہوتے ہیں اور منفعت اندوزی کی رفتار بھی سست معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ فریب کاری سے بہت جلد دولت کے انبار لگ جاتے ہیں جو ایمانی و روحانی قوتوں کے راستے مسدود کر دیتے ہیں) تو معاشرے کو ''اسفل السافلین'' کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر اسے ''احسن التقویم'' کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بکریوں کے ریوڑ میں اگر دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنا ''مال و دولت'' اور چودھراہٹ کا لالچ'' انسان کے دین کو تباہ کر ڈالتا ہے''۔

اس حدیث پر غور کرتے ہوئے قرآن حکیم کی ان آیات پر نگاہ دوڑائیں جن میں ''وارث یتیم'' کے سرپرستوں کو احکامات دیئے گئے ہیں، کیونکہ ایسے بچوں کے والدین فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور ''سرپرست حضرات'' اپنی من مانی کارروائیاں کرتے ہوئے ان کا مال غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

''وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا''۔(النساء:۲)

''اور یتیموں کے مال ان کو دے دو، اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو، اور ان کے مال اپنے مال سے ملا کر نہ کھاؤ یہ بہت بڑا گناہ ہے''۔

''اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا''۔(النساء:۱۰)

''یقیناً جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں در حقیقت وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے''۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ثواب کا دھوکہ کر دیتے ہوئے نیک بن جاتے ہیں۔ اپنے مالی مفاد کی خاطر یتیم بچوں کے وارث بن جاتے ہیں۔ اس طرح حرام خوری کرتے ہیں۔ حدود اللہ کی غلط تاویلات کرتے ہیں۔ مثلاً یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ پیدا کر کے اپنی چودھراہٹ چمکاتے ہیں۔ لفظ ''یتیم'' اور ''پوتا'' سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ یتیم پوتا غریب ہو۔ یہ تو ہوتا ہے کہ یہ ''یتیم'' اپنے دادا، چچاؤں سے زیادہ دولتمند ہو جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں یہ حضرات باپ کی زندگی میں کمائی ہوئی بیٹے کی دولت اس کے بھائی بہنوں میں وارثت کے طور پر تقسیم فرمائیں گے؟ اسلام نے ہر ایک کے بارے میں پورا انصاف کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیم کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کرو۔ کم قیمت چیز دے کر یا گندی چیز دے کر ان کی قیمتی اور اچھی اشیاء ہڑپ نہ کر جاؤ۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من اقتطع حق امرءٍ مسلم بغير حق لقى الله وهو عليه غضبان وفی رواية فقد اوجب الله له النار وحرم عليه الجنة'' (صحیح مسلم)

''جس نے کسی مسلمان کا مال ناحق غصب کیا وہ اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت ناراض ہوں گے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو لازم کر دیں گے اور اس پر جنت کو حرام قرار دیں گے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجتنبوا سبع الموبقات .... وقذف المحصنات الغافلات''۔

''سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ کیا ہیں۔ فرمایا: شرک باللہ، جادو، ناحق قتل، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے منہ پھیر لینا، پاکدامن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا''۔

اسی طرح حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی زوجہ اپنی دو بچیوں کے ہمراہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ سعد کی بچیاں ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کے چچا نے پوری جائداد پر قبضہ جمالیا ہے۔ ان کے لیے کچھ بھی نہیں رہنے دیا۔ اب بھلا ان بچیوں سے کون نکاح کریگا۔"

قرآن حکیم کا مقصود یہی ہے کہ تمہیں از خود خیال ہونا چاہئے کہ تم اگر فوت ہو جاؤ اور اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جاؤ تو کیا تمہیں اپنے بچوں کے بارے میں اندیشے نہ ہوں گے؟ اسی لیے ضرورت ہے کہ تم یتیم بچوں کے بارے میں بھی یہی سوچو۔ متولی ظلم و زیادتی سے پرہیز کرے۔ "وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ" (الانعام:۱۵۲)

"اور اے لوگو! یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اسکی بہتری کی غرض سے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے"۔

یعنی ایسا شخص صرف حق الخدمت اتنا لے سکتا ہے کہ ہر غیر جانبدار، معقول آدمی، اس کو مناسب تسلیم کرے، مگر چاہئے کہ یتیم کے مال پر حفاظت ونگرانی کی حتی الوسع اجرت نہ لی جائے کن لليتيم كالاب الرحيم (الادب المفرد) یتیم کے لیے مہربان باپ کی طرح بنو"۔

جاہلی دور میں جو تلوار کا دھنی اور ظالم ہوتا وہ مال ناجائز طریقوں سے ہضم کر جاتا اور ایسے آدمی کو معاشرے میں بہادر مانا جاتا تھا۔ مگر اسلام نے اپنی آمد سے انسانیت پروری اور ہمدردی کی وہ روح پیدا کی جس سے بے انصافی اور حرام طریقوں کا قلع قمع ہوگیا۔ انسان کے رزق کا تعلق، اس کی روحانی، اخلاقی، تمدنی زندگی سے بہت گہرا ہے۔ اسی لیے اسلام نے "رزق حلال" اور "رزقِ حرام" میں واضح تمیز کردی اور بتایا کہ رزقِ حلال کا متلاشی، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت محبوب ہے اور رزق حرام کا متلاشی جہنم کے شعلوں کی نذر ہوگا۔ "ظلم" کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ظلم ایک محرک مال ودولت کی ہوس بھی ہے۔ انسان ایسی ہوس کی تسکین وتکمیل کے لیے کئی طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور ان ہتھکنڈوں کو خوبصورت "ناموں" سے موسوم کرتا ہے۔ مثلا جوا، چور بازاری، سود، ذخیرہ اندوزی، رشوت، قرض کی آڑ میں غریب کو لوٹنا، اسمگلنگ وغیرہ آج کے دور میں خوبصورت کئی ناموں سے مشہور ومعروف ہیں۔ قرآن وحدیث نے اپنی تعلیمات واحکامات کے ذریعے حرام خوری کے ان سب حربوں سے منع فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: ۲۹) "اے اہل ایمان! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ"۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (النساء:۳۰) "اور جو شخص ظلم وزیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا، ہم ضرور اس کو آگ میں جھونکیں گے، اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں"۔

سیدھی سی بات یہ ہے کہ خونریزی وسفاکی، ظلم ودھاندلی اور اس قسم کے دوسرے شدید جرائم سے منع کیا گیا ہے۔ "مال" کی ہوس جائز وناجائز طریقوں کی تمیز اٹھادیتی ہے لہذا اصل ضرورت "کسب حلال" کی ہے جس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ میں اضافہ ہوتا ہے، امام بیضاویؒ نے "بالباطل" کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "بما لم يبحه الشرع كالغصب والربا والقمار" یعنی باطل سے مراد وہ چیز ہے جسے شریعت نے ناجائز قرار دیا ہو۔ مثلا جبر سے مال ودولت کا حاصل کرنا، سود اور جوا وغیرہ"۔

مملکت کی رعایا کے افراد قومی سرمایہ اور وطنی دولت کے سرچشمہ سے کمائی کرتے ہیں۔ اس لیے افراد کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے، اگر ہم اسلامی احکامات کے مطابق جائز اور مسلمہ اصول کے تحت روزی کمائیں تو باہمی ساکھ اور اعتماد پختہ ہوجائے گا۔ اسلام نے آمدنی کے ہر ناجائز طریقے کو ختم کیا ہے۔ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ البقرہ: ۱۸۸) "اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، اور اس کو حکام تک نہ پہنچاؤ کہ ناحق لوگوں کے مال کا حصہ جان بوجھ کر کھا جاؤ"۔

"افسرانِ بالا" یا "افسران زیریں" کو "تحائف" دینا خیانت ہے۔ اور پھر اس نیت سے دینا کہ دوسرے کا حق ہر طریقے سے مجھے مل جائے یہ عدوان اور ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ "حکام" عفت، عدل وانصاف کے بدلے "طمع" خرید کرتے ہیں اور یہی "رعایت" اور تحفہ یقیناً رشوت ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔

ان تحائف کی بعض اوقات یہ صورت بھی بن جاتی ہے کہ کسی فریق کی بے بسی اور مجبوری کا اس میں دخل ہوتا ہے اگرچہ وہ بظاہر اس پر راضی بھی ہو تو ایسا تحفہ حکام کے لیے حلال نہیں ہوجائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن الله الراشي والمرتشي" اللہ تعالیٰ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ کیونکہ ایسے افراد اپنی عیش افروزیوں میں مگن رہنے کے لیے بے جا طریقوں سے دولت کماتے ہیں یا اپنے لیے راحتوں کا سامان بناتے ہیں۔ اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے تو محض اس لیے کہ اس کے پاس اپنی ملکیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یا اس بنیاد پر کہ کسی ایچ پیچ سے تم اس مال کو کھا سکتے ہو۔ اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ حاکم عدالت روداد مقدمہ کے لحاظ سے وہ مال تم کو دلوادے۔ مگر حاکم کا ایسا فیصلہ دراصل غلط بنائی ہوئی روداد سے دھوکا کھا جانے کا نتیجہ ہوگا۔ اس لیے عدالت سے اس کی ملکیت کا حق حاصل کر لینے کے باوجود حقیقت میں تم اس کے جائز مالک نہ بن جاؤ گے۔ عنداللہ وہ تمہارے لیے حرام

ہی رہیگا۔ (تفہیم القرآن، ج۱) دولت خدا تعالیٰ کی نعمت ہے جو حقوق وفرائض کی ادائیگی اور اطاعت ونیکی کو فروغ دینے کے لیے عطا ہوتی ہے۔ جسے اس قسم کے لوگ ٹھیک مقام سے ہٹا کر غلط مقام پر ضائع کرتے ہیں ایسی حرام خوری کا نتیجہ عدل وانصاف کا زوال اور قوم کی پستی ہوتا ہے۔ رشوت، سود، جوا، یہ تینوں کام بظاہر رضامندی سے ہوتے ہیں مگر فی الحقیقت یہ رضامندی، مجبوری ہی ہوتی ہے اور غلط دباؤ کا نتیجہ بھی، مثلاً رشوت، سود اور جوئے میں دولت استعمال کرنے کا شغل ایک غلط امید پر ہوتا ہے کہ جیت، منافع اور فائدہ اسی کا ہی ہوگا۔ ایسی خصلتیں یہودیوں کے ہاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ وہ حرام مال کو حلال مال پر ترجیح دیا کرتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر بعض حلال اشیاء بھی حرام کردیں۔ (النساء:۱۶۱)

ظالم وسرکش وہ شخص بھی ہے جو جائز کاروبار سے منہ موڑ کر حرام کی دولت کے پیچھے پڑ جائے۔ ایسے شخص کی ظاہری کامیابی پر دھوکا کھا کر اور لوگ بھی اس ڈگر پر چل پڑتے ہیں۔ حالانکہ ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت اسلامیہ سے یقینی سرکشی کرتا ہے، رشوت، سود اور جوئے کا کاروبار اگر بڑھ جائے تو معاشرے میں اقتصادی بدنظمی، بداعتمادی، احتیاج اور غربت کا دور دورہ ہوجاتا ہے۔ طبقاتی منافرت جنم لیتی ہے۔ انسانیت کا احترام دل سے اٹھ جاتا ہے۔ قوم کے اتحاد پر ایسی کاری ضرب لگتی ہے کہ وہ پارہ پارہ ہوکر رہ جاتا ہے۔ ''نفع پرست'' انسان قوم کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔ سورہ النساء میں قرآن حکیم حکم دیتا ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم "انفسکم" سے مراد''قوم'' بھی ہے۔ امام بیضاویؒ لکھتے ہیں:

'وقیل المراد بالانفس من کان من اهل دینهم فان المومنین کنفس واحدة' یعنی جس طرح سورہ المائدہ میں فرمایا گیا ہے کہ''مومن کا ناحق قتل اور فساد فی الارض انسانیت کا قتل ہے''۔ اسی طرح ایک شخص کی حرام کے مال کی ہوس پوری قوم کی تباہی کا موجب ہوتی ہے مال وزر کی ہوس کیسے کیسے کبیرہ گناہوں کو جنم دیتی ہے۔ یہ ہوس سونے اور چاندی کے سکوں کے انبار تو لگا سکتی ہے مگر عزت وآبرو کا جو جنازہ نکل جاتا ہے اس کا ازالہ کسی صورت نہیں ہو پاتا۔ انفرادی اور قومی عزت اسی میں ہے کہ مومن مسلمان حلال وطیب کی طلب کرے اور دولت کی اندھا دھند طلب سے باز آجائے۔ تجارت جائز اور مسلمہ حدود کے اندر رہ کر کرنی چاہئے۔ اسی طرح مال خریدنے اور بیچنے والے ایک دوسرے سے راضی اور مطمئن ہوں گے۔ قرآن حکیم ایسے کاروبار کو''تجارة عن تراض منكم'' کہا ہے اور احادیث میں''بیع مبرور'' یعنی درست سوداگری کہا ہے۔ ناجائز کاروبار کی آمدنی اس زمرے سے خارج ہے۔ امام بیضاویؒ اس موقع پر لکھتے ہیں۔ ای ولكن كون تجارة عن تراض غير منهی عنه' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے جو فراخ دلی سے خرید وفروخت کرتا ہے اور فراخ دلی سے قرض دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

''صداقت شعار اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (سنن ترمذی)

ناجائز آمدنی کا ایک ذریعہ رہزنی اور ڈکیتی بھی ہے زمین میں فساد برپا کرکے اور بدامنی پھیلا کر۔ فساد کے معنی یہاں بدامنی ہے۔ اکثر مفسرین نے اس سے مراد رہزنی اور ڈکیتی لی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدود اللہ کو الٹ کر طاغوت کا نظام قائم کردینا۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ'' (المائدۃ:۳۳) ''یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ ودو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں۔ یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا جلاوطن کردیئے جائیں، یہ ذلت ورسوائی ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے''۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ'' (المائدۃ:۳۸) ''اور جو خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں کے ہات کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا۔ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے''۔

یہ لوگ درست نظام کو الٹ کر جو جی میں آئے کرتے پھریں۔ یہی اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے مترادف ہے۔ یہ جرائم ایسے ہیں جن کا مرتکب قرآن کی بیان کردہ کسی نہ کسی سزا کا ضرور مستوجب ہوگا۔ مگر مقام حیرت وافسوس یہ ہے کہ ایوانوں میں بیٹھنے والے ہمیشہ ایسے ہی جرائم پیشہ لوگوں کی حمایت کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ راہزن اور چور دراصل یہی ہیں کہ معاشرے میں رہزنی اور چوری کرنے والے یہ لوگ قانون بناتے وقت ایسی سزاؤں کو''جابرانہ اور ظالمانہ'' کہہ کر ان کے نفاذ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ یہ بھی ڈاکوؤں اور چوروں کی حمایت ہے اور یوں یہ بھی جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (المائدۃ:۴۲)

''یہ جھوٹ سننے والے اور حرام کا مال کھانے والے ہیں۔ لہذا اگر یہ تمہارے پاس اپنے مقدمات لے کر آئیں تو تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر چاہو تو ان کا فیصلہ کرو، ورنہ انکار کردو۔ اور اگر تم انکار کردو تو یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر تم ان کا فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (المائدۃ:۶۲) ''اور تم دیکھتے ہو کہ ان میں سے بکثرت

لوگ گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ اور حرام کے مال کھاتے ہیں۔ بہت بری حرکات ہیں جو یہ کرتے پھرتے ہیں‘‘۔

’’سحت‘‘ کا معنی ’’خبیث اور حرام کمائی‘‘ اور ایسی کمائی جس کا ذکر بھی ’’قبیح‘‘ ہو۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ ’’کبائر‘‘ کے مرتکب ہوتے ہیں مگر ان کا ازالہ نہیں کرتے بلکہ صغیرہ نیکیوں کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ طرح طرح کی ناجائز آمدنی سے اپنے کاروبار کو بڑھاتے اور کوٹھیوں کو سجاتے ہیں۔ اسی طرح ان کی پوری زندگی کی جدو جہد غلط ارمانوں کی نذر ہوجاتی ہے۔ اس آیت میں بالخصوص ان ’’مفتیوں‘‘ اور ’’قاضیوں‘‘ کو جو ’مسندِ افتاء‘ اور مسند انصاف‘ پر براجمان ہیں یہ کہہ کر خبردار کردیا گیا ہے کہ تم ان یہودیوں کے ’’مفتیوں اور قاضیوں‘‘ کی طرح نہ ہوجانا جو جھوٹی شہادتیں لے کر اور جھوٹی کہانیاں سن کر انصاف کے خلاف فیصلے کیا کرتے تھے۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (المائدة:٦٣)

’’کیوں ان کے علماء اور مشائخ انہیں گناہ پر زبان کھولنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے۔ یقیناً بہت ہی برا کام ہے‘‘، جو وہ تیار کررہے ہیں‘‘۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ ‘‘ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ ‘‘ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (النساء:٣٢) ’’اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرو۔ جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔ ہاں اللہ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے‘‘۔

اس آیت میں ایک بڑی اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے جسے اگر ملحوظ خاطر رکھا جائے تو اجتماعی وانفرادی زندگی میں امن چین نصیب ہوجائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو یکساں نہیں بنایا ہے بلکہ ان میں مختلف پہلوؤں سے فرق رکھتے ہیں۔ طبعی صلاحیتوں کا فرق موجب حسد نہیں ہونا چاہئے، خدا کی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رزقِ حلال کی تگ ودو کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دلیل راہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین کمائی کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک سوداگری، اور انسان کی اپنے ہاتھ کی کمائی (احمد وبزار)

’’کوئی شخص ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر بہتر کھانا نہیں کھاتا، اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے‘‘(بخاری)

’’اللہ تعالیٰ دستکار مومن سے محبت رکھتا ہے۔(طبرانی وبیہقی)’’اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور صرف پاکیزہ چیز قبول کرتا ہے‘‘۔(مسلم وترمذی)

’’حلال کی کمائی فرض نماز کے بعد دوسرا فرض ہے۔(طبرانی)

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں

عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم

کا تعمیراتی منصوبہ روبعمل

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اہل خیر حضرات کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے جملہ شعبہ جات حرکت ونشاط کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی موجودگی کا ہر سطح پر تسلسل سے احساس کرارہے ہیں جس کا ہر خاص وعام کو احساس بھی ہے اور اعتراف بھی۔

جمعیت کے کاموں کو مزید تیز گام کرنے کے لیے اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں عالیشان بلڈنگ اور آڈیٹوریم جس کا سنگ بنیاد تقریباً ٦ رسال پہلے امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا اس کی تعمیر کا آغاز کردیا گیا ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے مؤدبانہ ومخلصانہ اپیل ہے کہ ہمیشہ کی طرح مرکزی جمعیت کے اس عظیم تعمیراتی مد میں اپنا خصوصی بیش قیمت مالی تعاون فرمائیں۔ اور اہل خیر حضرات کی توجہ اس جانب مبذول کرانے میں بھی سرگرم رول ادا کرکے مشکور وماجور ہوں۔ ’’وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا‘‘

اپیل کنندگان: ذمہ داران وارا کین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

A/c 629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk, Delhi-6

(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

تحریر: د. بسام شطی

ترجمہ: عبدالمنان شکراوی، اہل حدیث منزل، دہلی

مساجد میں پائے جانے والے غیر شرعی امور

مسجد اللہ کا گھر ہے اور ہم سب کے دلوں میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ شریعت ساز نے مسجدیں تعمیر اور آباد کرنے کا خاص اہتمام فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (التوبة: ۱۸) ترجمہ: ''اللہ کی مسجدوں کی رونق وآبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔'' ارشاد نبوی ہے: من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة او اصغر بنى الله لى به بيتا فى الجنة. (ابن ماجہ) ترجمہ: ''جس نے اللہ کے لیے کوئی مسجد بنائی گرچہ وہ تیتر کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے عوض جنت میں ایک گھر تعمیر کرے گا۔''

چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء اور مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔ پھر آپ کے اسی طریقے پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ گامزن رہے۔ مسجد کا وجود اللہ کی عبادت، اس کی فرمانبرداری، ذکر واذکار اور تعلیم وتعلم کے لئے ہے۔ حدیث شریف میں ہے: انما هى لذكر الله والصلاة. (بخاری) ترجمہ: ''یہ اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے ہیں۔''

لیکن بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ اس زمانے میں مساجد میں سراسر شرعی نقطۂ نظر سے ناجائز اور نازیبا اعمال دھڑلے سے انجام پا رہے ہیں اور اس پر کوئی نکیر نہیں کرتا بلکہ اکثریت کو اس کا احساس تک نہیں ہے۔ مساجد کو قبرستان میں تبدیل کر دیا گیا ہے جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد. (بخاری، مسلم) ترجمہ: ''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' مساجد میں قبروں کا وجود غیر اللہ کی عبادت وتعظیم کے واسطے سے شرک وبدعت کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے وہاں ان کا وجود ہی خطرے سے خالی نہیں ہے، اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ قبروں کے پختہ بنانے اور ان پر قبے اور حجرے وغیرہ تعمیر کرنے کی حرمت بھی شریعت سے واضح طور پر ثابت ہے۔

اسی طرح مساجد کی آرائش وزیبائش، حد سے زیادہ ڈیکوریشن، فرش پر نقش ونگار جس سے نمازیوں کا خشوع وخضوع ختم اور دھیان بھٹکتا ہے، شرعاً ممنوع ہیں۔ اس کی ممانعت سے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لاتقوم الساعة حتى تتباهى الناس فى المساجد. (احمد) ترجمہ: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ مساجد کے بارے میں فخر ومباہات نہ کرنے لگیں۔'' اس سلسلہ میں لوگ یہاں تک مبالغہ کرنے لگے ہیں کہ مصاحف (قرآن) کو بھی سونے اور چاندی اور بیش قیمت نقش ونگار والے بکسوں میں رکھنے کا رواج ہوگیا ہے۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اذا زوقتم مساجدكم وحليتم مصاحفكم فالدمار عليكم. ترجمہ: جب تم اپنی مسجدوں کو مزین اور مصاحف (قرآن) کو زیور سے آراستہ کرنے لگو گے تو ہلاکت وبربادی تمہارا مقدر ہو جائیگی۔ (ابن ابی شیبہ)

مسجد کے رکھ رکھاؤ میں فضول خرچی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور فضول خرچی سے متعلق فرمایا ہے: وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الانعام: ۱۴۱) ترجمہ: اور فضول خرچی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ مساجد میں دنیوی امور سے متعلق آوازیں بلند کرنا، مزید برآں موبائل کی موسیقی والی ٹیون لگا کر موبائل کی آوازیں جبکہ بذات خود حرام ہونے کے علاوہ ان سے اس حدیث کی بھی مخالفت لازم آتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور ایک دوسرے کی قرائت پر آواز اونچی نہ کرے۔'' بعض لوگ مسجد میں بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھے بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض لوگ مسجد ہی میں سو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں سے ایسی بدبو پھوٹتی ہے کہ دیگر نمازیوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ کچھ لوگ تو نائٹ سوٹ (سونے کا لباس) تنگ یا باریک لباس جس سے ستر پوشی بھی نہیں ہو پاتی، یا ان

پر کھیل کود کے کلبوں کی عجب عجب تحریریں اور تصویریں بنی ہوتی ہیں، بعض کا گھٹنوں سے بھی اوپر تک کا حصہ کھلا ہوتا ہے اور اسی میں مسجد آجاتے ہیں۔ کچھ لوگ سلام کے وقت یا جمعہ و جماعت ختم ہونے پر مسجد میں آتے ہیں۔ کچھ لوگ آتے تو ٹائم پر ہیں لیکن ادھر سلام پھیرا اور ادھر بغیر تسبیح اور ذکر اللہ کئے مسجد سے نکل پڑتے ہیں۔ کچھ لوگ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں ہی نہیں پڑھتے۔ کچھ لوگوں کو تو بیع وشراء کرتے ہوئے بھی مسجد میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں اس کی سخت وعید آئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا: کہ اگر کسی کو مسجد میں بیع وشراء کرتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں فائدہ ہی نہ دے۔ اسی طرح بعض لوگ مسجد میں گمشدہ چیز ڈھونڈھتے نظر آتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی کو مسجد میں گمشدہ چیز ڈھونڈھتے پاؤ تو کہو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ چیز واپس نہ دلائے کیونکہ مساجد اس لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔'' نمازوں میں صفوں کی عدم درستگی بھی عام ہے جبکہ حدیث میں اس کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ کچھ لوگ چھوٹے چھوٹے بچوں کو مسجد میں لے آتے ہیں جو نازیبا حرکتیں کرتے ہیں اور نمازیوں کا خشوع وخضوع برباد ہوتا ہے، اس کے برخلاف بعض لوگ ایساری ایکشن کرتے ہیں جس سے بچے مسجد میں آنے ہی سے گھبراتے ہیں۔ مسجدوں کی ایک مشکل اور ہے کہ لوگ گندگیاں، رومال وغیرہ یونہی پھینک دیتے ہیں اور صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے لیکر اقامت ہونے تک موبائل ہی پر لگے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ جوتوں کو بے ترتیب ادھر ادھر ڈال دیتے ہیں۔ جس سے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک بہت ہی خراب چیز یہ ہے کہ بعض لوگ پھٹی، بوسیدہ کتابیں یا مصاحف مساجد میں لاکر رکھ دیتے ہیں جبکہ مسجد میں اگر رکھنا ہے تو صاف ستھرا اور نیا نسخہ ہدیہ کریں۔ ایک بڑی ہی تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ لوگ مسجدوں سے موبائل، جوتے دیوار گھڑیاں، قرآن شریف تک چوری کر لے جاتے ہیں۔ جبکہ چوری گناہ کبیرہ ہے اور وہ بھی مسجد میں۔ (بشکریہ ہفت روزہ الفرقان، کویت)

☆☆☆

مسلمہ حکومت تلنگانہ

ا۔ **جامعۃ المفلحات** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد، لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ (2) .L.K.G تا X مع متوسطہ وعالمیت (3) مختصر عالمیت (تین سالہ) دسویں پاس/فیل طالبات کے لئے (4) فضیلت (دوسالہ) داخلہ، تعلیم، قیام وطعام مفت (5) تدریب المعلمات والداعیات والمفتیات (ایک سالہ) برائے فاضلات، تعلیم، قیام وطعام مفت، ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طالبات جامعہ سند عالمیت سے اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے .B.A میں اور سند فضیلت سے .M.A میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔

فون نمبرات: 9963635354/8008492052/9346823387/7416536037

مسلمہ حکومت تلنگانہ

(2) **جامعۃ المفلحات** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد، لڑکیوں کی عصری اسلامی، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

شعبہ جات: .L.K.G تا x مع اسلامک اسٹڈیز فون نمبرات: 8074001169/9177550406

(3) **جامعۃ الفلاح** شریف نگر، حیدرآباد لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ مع انگلش، سائنس، تلگو وحساب (2) مختصر عالمیت (تین سالہ) مع کمپیوٹر کورس برائے SSC طلبہ

(3) فضیلت (دوسالہ) تعلیم قیام وطعام مفت، مع ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طلبہ جامعہ سند عالمیت سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے B.A میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔ فون نمبر: 9133428476/9502089170

(4) **فلاح انٹرنیشنل اسکول** شریف نگر، حیدرآباد، لڑکیوں کی عصری واسلامی، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات: Nursery تا x **مع حفظ یا عالمیت** فون نمبر: 9505872810/9133428476

مسلمہ حکومت تلنگانہ

(5) **مرکز الأیتام** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد یتیم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے اسکول وہاسٹل۔ انگلش میڈیم۔ جن لڑکے ولڑکیوں کی عمر 10 سال سے کم ہو اور والد یا والدہ کا انتقال ہوگیا ہو ان کے لئے تعلیم، قیام وطعام، کتب اور یونیفارم کے ساتھ طبی سہولیات کا مکمل انتظام ہے، جس میں سال بھر داخلے جاری ہیں۔

شعبہ جات (1) **حفظ وناظرہ** (2) .L.K.G تا x **مع دینیات** فون نمبرات: 9000002154/8008492052

المعلن: شریف محمد بن غالب الیمانی الاشراف، رئیس الجامعات

رہنمائے تعلیم

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف، ایڈیٹر دی سمپل ٹروتھ
M-9810699121

امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل

دسویں اور بارہویں کے لئے بورڈ کے امتحانات کا اعلان ہو چکا ہے۔ امتحان، تعلیمی زندگی کی اگلی منزل پر قدم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ امتحان مشکل بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات ذہنی تناؤ سے بھرا ہوا بھی۔ سنجیدہ، میانہ رو اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے طلباء آسانی سے ان مشکلات پر قابو پا لیتے ہیں مگر تعلیم کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینے والے طلباء اکزام فیور (امتحان کا بخار) یا ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں پورے سال کا کورس پڑھ لینے کی ہوڑ میں صحت خراب کر لیتے ہیں۔ راتوں کو جاگ کر پڑھائی کرنے کے لیے گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ اکزام فیور کی وجہ سے انہیں پیٹ درد، سر درد، ڈپریشن، بھوک کا فقدان، بے خوابی اور دوسری طرح کی بے آرامی پیدا ہو جاتی ہے جو دراصل جسمانی بیماری نہیں بلکہ نفسیاتی مرض ہے۔ والدین، بچوں کی خرابی صحت، ذہنی تناؤ، اور بے چینی سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کسی فقیر سے دعا تعویذ کراتا ہے، کوئی دم کیا ہوا پانی پلاتا ہے۔ کوئی کسی بزرگ کا دست شفقت سر پر پھیرواتا ہے۔ کوئی اوپری سایہ سمجھ کر عاملوں کے یہاں چکر لگاتا ہے۔ لیکن حقیقی مرض کے اسباب اور اس کی تشخیص سے قاصر رہتا ہے۔

آج طلباء کی ایک کثیر تعداد تعلیمی پس ماندگی کا شکار ہے۔ امتحان میں کمتر یا خراب مظاہرے کے باعث کچھ طلباء کو حاشیہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور ان کو کُند ذہن، غبی، احمق اور نالائق جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان تمغات سے وہ اور بھی پھسڈی پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امتحان میں طلباء کی ناکامی یا معمولی خامی کی وجہ سے والدین، گارجین، اہل خاندان یا اساتذہ ایسے طلباء کی دیگر صلاحیتوں کو نظر انداز کرنے لگتے ہیں۔ جس کے ردعمل میں وہ اپنے آپ کو زندگی کے تمام میدانوں میں کمتر اور ادنیٰ محسوس کرنے لگتے ہیں۔

طلباء کے خراب تعلیمی مظاہرے کے اسباب کا جائزہ لیے بغیر اساتذہ اور والدین یا گارجین کا منفی ردعمل ایسے طلباء کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتا ہے۔ اس مقابلہ آرائی کے دور میں ہماری تعلیم گاہوں کے اساتذہ اور والدین تعلیمی وسائل سے کلی یا جزوی طور پر ناواقف ہوتے ہیں یا پھر اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا پھر مناسب انداز میں نمٹنے کے طریقوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اگر اس مسئلہ کو فوری حل نہیں کیا جاتا تو طلباء ذہنی دباؤ، تناؤ اور جارحانہ تیور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ امتحان کے دنوں میں طلباء پر ذہنی دباؤ بنا رہتا ہے۔ اس پر امتحان میں اچھا کر لینے کا بوجھ رہتا ہے۔ والدین کی امیدوں پر پورا اترنے اور آئندہ کسی اچھے کالج میں داخل ہونے کے خواب کا تناؤ بھی رہتا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ امتحان کا ٹینشن کسی ایک طالب علم تک محدود نہیں ہے۔ ملک کے ہزاروں طلباء ہر سال بورڈ کے امتحان سے گذرتے ہیں۔ مالدار گھرانوں کے سیکڑوں طلباء اپنے گارجین کی وساطت سے ڈاکٹروں اور نفسیاتی امراض کے ماہرین کے چکر لگاتے ہیں اور ذہنی تناؤ، احساس ناامیدی اور محرومی زائل کرنے کے لیے کاؤنسلنگ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح کے دباؤ اور ٹینشن کی صورت میں بعض طالب علم کی یکسوئی کا لیول گر جاتا ہے۔ اس لیے تمام طلباء کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پُر اعتماد رہیں۔ مثبت انداز فکر اپنائیں۔ ہر چیز کا روشن پہلو دیکھیں۔ اپنی صلاحیت واستعداد کا خود اندازہ لگائیں۔ اپنے حدود کو پہچانیں اور اس میں عمل کریں۔ مسائل کا سامنا کریں۔ ہر سرد و گرم حالت کو جھیلنے کی عادت ڈالیں۔ معاشرہ کے لوگوں کا اخلاقی تعاون باعث برکت ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں اور نیک خواہشات حاصل کریں۔ دوسرے ہم جماعت کی ذہانت، تیاری اور پروگریس پر رشک نہ کریں اور نہ اس بات کی فکر کریں کہ دوسرے ساتھی تیاریاں پوری کر کے نظر ثانی بھی کر رہے ہیں اور وہ ابھی تک پڑھائی شروع کرنے کی پلاننگ ہی کر رہا ہے۔ ''اب وقت بہت کم ہے''، ''8-8 مضامین کیسے پورے ہوں گے''، ''اب میں کیا کروں''، ''کاش کہ ہم نے پورے سال پڑھائی کی ہوتی'' جیسے سوالات سوچ کر کم ہمتی کا شکار نہ ہوں۔ خود کی پڑھائی پر وقت لگائیں، دوسروں کے بارے میں سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے احساس کمتری میں زیادتی ہوگی۔ رات رات بھر جاگ کر مطالعہ کرنا اور رٹنا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ اسباق کے اہم نکات کو سمجھ کر پڑھنے سے نہ تھکاوٹ ہوتی ہے اور نہ بھول جانے کا امکان رہتا ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کر پاتے وہ امتحان کی تیاری میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم یکسوئی و دل جمعی سے مطالعہ کا عادی بن جائے تو خوف، ٹینشن، دباؤ اور تناؤ جیسے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پڑھائی اور صرف پڑھائی، یکسوئی اور تسلسل سے پڑھائی ہی امتحان میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ امتحان میں کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہئے کہ تیاری کے لیے بہت کم وقت بچا ہے۔ بلکہ یہ سوچیں کہ اس بچے ہوئے وقت میں اور کتنے کام کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امتحان کے دنوں میں گھبراہٹ، بے چینی، غصہ اور جھلاہٹ ساتھ نہیں چھوڑتے، گھر والوں سے کنارہ کشی، ساتھیوں سے لاتعلقی، اردگرد کے حالات سے لاپرواہی، ہر وقت امتحان کی فکر یا

امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کا جنون صحت ونفسیات پر غلط اثر ڈالتا ہے۔

میں ناامیدی اور احساس کمتری کے شکار طلباء کو مشورہ دوں گا کہ اگر وہ ہدف سے پیچھے رہ گئے ہوں اور امیدیں ٹوٹ رہی ہوں تو ہمت ہارنے کے بجائے اللہ کو یاد کریں۔ ایمانی طاقت، ان کو توانائی اور سکون عطا کرے گا اور مقصد کے حصول میں آسانی ہوگی۔ ایسے طلباء کو مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی دھیان دینا چاہئے اور میدان عمل میں ان پر سختی سے کاربند رہنا چاہئے:

(۱) وقت کی منصوبہ بندی (۲) مشق کی ضرورت (۳) اور امتحان کی مناسب حکمت عملی

۱- وقت قیمتی چیز ہے۔ ایک طالب علم کو اپنے وقت کی منصوبہ بندی دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ اسے کتنا وقت، کس مضمون میں صرف کرنا چاہئے۔ جو مضمون قدرے مشکل ہے اس میں زیادہ وقت صرف کرنا مناسب رہتا ہے۔ اگرچہ تمام مضامین، امتحان کی تیاری کے وقت یکساں وزن رکھتے ہیں۔ سب کی تیاری ضروری ہے۔ مگر بعض مضامین زیادہ دشوار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض مضامین زیادہ اسکورنگ ہوتے ہیں ان پر بھی خاص توجہ درکار ہوتی ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک طالب علم اپنے لیے روزانہ کا شیڈول بناتا ہے لیکن وہ اتنا ٹائٹ اور تنگ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی چند دنوں کے بعد اس سے دل برداشتہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے امتحان کی تیاری کے لیے حقیقت پسندانہ ٹائم پلاننگ ہونی چاہئے۔ طالب علم کو سوچنا چاہئے کہ ان کا دماغ کس وقت سب سے بہتر کام کرتا ہے۔ کس وقت زیادہ پرسکون رہتا ہے۔ صبح، دوپہر یا رات کے وقت۔ اسی کے مطابق پڑھائی کی پلاننگ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کسی دشوار مضمون کی پڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو رات دس بجے کے بعد پڑھائی کرنے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دیر گئے رات تک شب بیداری کرنی پڑسکتی ہے جو صحت کے لیے مضر ہے۔ بہتر ہوگا کہ ایسے وقت میں کم دشوار مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ اس وقت یادداشت کے نکتوں کو منظم کرنے یا آنے والے دن کے کاموں اور مطالعہ کے اسباق کو منضبط کرنے میں صرف کیا جائے۔ بہرحال یہ ضروری ہے کہ روزانہ کے ٹائم شیڈول میں پڑھائی کے لیے ایک خاص وقت متعین کرلیا جائے۔ ایسا کرنے سے پڑھائی کی عادت بن جائے گی۔ مطالعہ کرنے میں دل لگے گا اور مطالعہ کے رجحان میں دن بدن تیزی آئے گی۔

ایک اور اہم نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ پڑھائی سے پہلے ترجیحات کی بنیاد پر اپنے اسباق اور کاموں کی فہرست بنالینی چاہئے۔ اہم کاموں کو مقدم رکھنا بہتر ہوگا۔ ماہرین تعلیم فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر فرد کے وقت کی منصوبہ بندی کا طریقہ الگ الگ ہے لیکن کاموں اور مطالعہ کے اوقات کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا ہے جو تجربہ میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے:

(۱) ضروری اور اہم (۲) ضروری مگر غیر اہم (۳) غیر ضروری مگر اہم اور (۴) غیر ضروری اور غیر اہم

جس وقت آپ خالی الذہن ہوں اور دماغ پرسکون ہو اس وقت مشکل اسباق اور دشوار مضامین کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ایسے وقت میں اسباق پر گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ امتحان کی تیاری کے لیے ہر مضمون اور ہر گھنٹہ کا ایک ہدف بنانا مفید رہتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایک گھنٹہ میں کس مضمون کا کتنا سبق پڑھنا ہے۔ پڑھے ہوئے اسباق پر نظر ثانی بھی لازمی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتنے اسباق پورے ہوگئے اور اب کتنے باقی رہ گئے۔ اتفاق سے کسی ایک مضمون پر زیادہ وقت صرف ہوگیا ہو تو اگلے دن سے شیڈول میں مناسب تبدیلی کرلینی چاہئے۔ طالب علم کو اپنے وقت کی پلاننگ دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ امتحان کے زمانہ میں سونے اور جاگنے کا وقت متعین ہے یا نہیں؟ سیر وتفریح کے لیے وقت نکالا یا نہیں؟ عبادت اور فرائض میں کتنا وقت صرف کیا؟ کتنا وقت گھر والوں اور بھائی بہنوں کے ساتھ گذارا؟

ایک طالب علم کو روزانہ کی نظام زندگی میں وقت اور پیسہ برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیڑی، سگریٹ، گٹکھا، پان اور دوسری نشہ آور چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کرپاتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ امتحان کی تیاری کے دوران لگاتار پڑھائی بھی مضر ہے۔ بعض طلباء پڑھائی کے دوران لگاتار نیند آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پڑھائی کے تناؤ سے ایسا طالب علم یہ فیصلہ کرنے میں قاصر رہتا ہے کہ پہلے کون سا مضمون پڑھیں۔ اس مضمون کے پڑھتے وقت اسے دوسرے مضمون میں اپنی کمزوری کا خیال آجاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ پہلے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے مضمون پر توجہ مرکوز کرنے لگتا ہے۔ اسی تذبذب میں وہ کسی بھی مضمون پر یکسوئی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اس پر سستی طاری ہوجاتی ہے۔ دماغی اعصاب فعال نہیں رہتے اور نیند کا خمار چڑھنے لگتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ طالب علم اپنی پڑھائی، آرام، ترتیب وار مضامین کے مطالعہ، ہلکی پھلکی ورزش کا ایک روزہ ٹائم ٹیبل بنالے۔ انہی کتابوں کا مطالعہ کرے جو شامل نصاب ہیں۔ غیر درسی کتابوں کے مطالعہ سے اشتباہ اور تذبذب پیدا ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ امتحان گاہ میں کاپی کے زیادہ اوراق بھرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ جواب کے نکات کو بہتر طریقے سے لکھا جائے۔ اس کی تشریح مناسب انداز سے کی جائے تاکہ جواب طویل بھی نہ ہو اور ممتحن بامعنی اور کمال صفائی والے جواب سے مطمئن ہوجائے۔

ماہر اساتذہ بتاتے ہیں کہ امتحانات پاس کرنے کے لیے مشق سے بہتر کوئی متبادل نہیں ہے۔ اس لیے کورس کی کتابوں سے سبھی طرح کے سوالات حل کرنے چاہیں۔ گذشتہ سالوں کے سوالات بھی حل کرنے کی مشق کرنی چاہئے۔ امتحانات میں جوابات لکھتے وقت تیز تیز لکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دیئے گئے وقت تک سارے سوالات حل کرلیے جائیں بہت سے طلباء جوابات لکھتے وقت اچھی تحریر پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں سارے سوالات مقررہ وقت میں حل نہیں ہوپاتے۔

طلباء کو چاہئے کہ امتحان شروع ہونے سے 30 منٹ پہلے امتحان سنٹر پر پہنچ

جائیں۔اپنا اڈمیٹ کارڈ،فوٹو شناختی کارڈ اور ضروری اسٹیشنری (قلم ،پینسل ،ربر اور دوسرے لوازمات) ساتھ لے جانا نہ بھولیں۔

بعض اوقات انگلش میں مضمون لکھنے کے لیے الفاظ کی تعداد کا تعین کر دیا جاتا ہے۔اگر الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ بھی ہوجائے تو نمبر نہیں کٹتے ،لیکن الفاظ کے ہجے Spellings کی غلطیوں پر مارکس کٹ جاتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب ایک جگہ اور ایک ساتھ لکھنا چاہئے۔یہ بہت ضروری ہے جوابات لکھتے وقت سوالات کے سیریل آرڈر والے نمبر کو نقل کرنا چاہئے۔یعنی اگر امتحان دینے والا سوال نمبر 5 کا جواب لکھ رہا ہے تو کاپی پر 5 ہی لکھنا چاہئے۔کبھی کبھی طالب علم ،امتحان کی گھبراہٹ میں اپنے جواب کی ترتیب سے جواب نمبر ایک لکھ دیتا ہے جو کہ غلط ہے۔

امتحانات دینے والے طلباء کے لیے ضروری ہدایات:

۱-ہر چالیس، پچاس منٹ کے مطالعہ کے بعد 5 سے 10 منٹ کا وقفہ لے لیں۔

۲-امتحان کی تیاری کے دنوں میں وقفے وقفے سے آنکھیں دھوئیں

۳-مطالعہ والے کمرہ میں کافی روشنی ہونی چاہئے۔کم روشنی یا اندھیرے میں مطالعہ کرنا آنکھوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔

۴-زیادہ دیر تک پڑھنے والے طلباء کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ مطالعہ کے دوران پلک مارتے رہیں (جھپکاتے رہیں)۔اس سے آنکھوں میں تراوٹ آتی رہتی ہے۔

۵-روزانہ 8-7 گھنٹے کی بھرپور نیند آنکھوں کو تھکاوٹ سے بچاتی ہے۔

۶-کونٹیکٹ لنس کے استعمال سے قبل اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔

۷-زیادہ سے زیادہ پانی، لیموں کا پانی، جوس ،مٹھا، چھاچ، جل جیرا شربت کا استعمال کریں۔اس سے جسم میں توانائی اور تراوٹ ملتی ہے۔

۸-پڑھتے وقت آنکھوں میں کھجلی یا درد ہو اور حروف صاف دکھائی نہ دیتے ہوں تو کسی ماہر چشم سے رابطہ کیجئے۔

۹-قوت حافظہ اور ذہانت کی تیزی کے لیے ضروری ہے کہ جسم اور دماغ میں دوران خون تیز ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ سورج کی روشنی میں میں ہلکی پھلکی ورزش کی جائے۔

۱۰-مچھلی ،اخروٹ، بادام ذہانت کو تیز کرنے والے میوہ جات ہیں۔

۱۱-دن کا آغاز بھرپور ناشتہ سے کریں۔بغیر ملائی کے دودھ، دلیہ، گیہوں کے آٹے کا بریڈ، روٹی وغیرہ قوت حافظہ میں تیزی لانے کے لیے مفید ہے۔

۱۲-امتحان دینے والوں کا کمرہ زیادہ سرد اور زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے۔اس سے بے خوابی کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔

۱۳-سویرے سونے اور سویرے جاگنے کی عادت ڈالنی چاہئے بلکہ روزانہ کا معمول ہونا چاہئے۔

۱۴-بے خوابی کی صورت میں سونے سے پہلے گرم دودھ کا ایک پیالہ مفید رہتا ہے۔

موثر حکمتِ عملی:

طلباء کی ایک کثیر تعداد امتحان کی تیاری میں دیانتداری سے ہمیشہ مصروف رہتی ہے۔لیکن پھر بھی وہ مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کر پاتے۔ان حالات میں اساتذہ و والدین کے لیے لازمی ہے کہ وہ طلباء کے تعلیمی مسائل کے اسباب کا جائزہ لیں۔(۱) طلباء کی تعلیمی جدوجہد، مانع اسباب وعوامل کا مستعدی سے جائزہ لیں۔(۲) ہر طالب علم منفرد صلاحیتوں ، مہارتوں اور نقائص کا مرکب ہوتا ہے۔اس کو سخت محنت اور جانفشانی سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔(۳) والدین و اساتذہ آمرانہ طرز عمل سے اجتناب کریں اور دوستانہ ماحول کے ذریعہ طلباء کو امتحان کی تیاری کرنے دیں۔بعض اوقات والدین سر پر سوار رہتے ہیں۔طالب علم کو نیند آرہی ہو تب بھی اسے پڑھائی کرنی ہے۔گھر میں کوئی تقریب ہو تب بھی اسے پڑھائی کرنی ہے۔امتحان کی تیاری کے لیے طلباء کو بندھوا مزدور بنا دینے سے طلباء اچھے نمبروں سے کامیاب نہیں ہوسکتے۔اس ضمن میں کاف مین Kaufman نے درج ذیل عوامل کی نشاندہی کی ہے۔

(۱) انفرادیت کے جذبہ کا فقدان (۲) طلباء کی بہت ہی اعلیٰ یا پھر پست توقعات سے وابستگی (۳) کلاس روم کے غیر یقینی حالات (۴) غیر دلچسپ تدریسی افعال (۵) کلاس روم میں ناپسندیدہ برتاؤ کے نمونہ (۶) غیر پسندیدہ طرز عمل۔

والدین و اساتذہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کے برخلاف ان سے اعلیٰ توقعات وابستہ نہ کریں۔کلاس روم میں اساتذہ،طلباء کی رہبری، مدد، شفقت ومحبت کے ذریعہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔اساتذہ ایک معالج کی طرح اصلاحی تدابیر پر عمل پیرا ہوں اور طلباء کی تعلیمی منصوبہ بندی کریں۔اساتذہ ہمیشہ نرم اور شیریں لہجہ کو اختیار کریں۔تعریف وتوصیف کے ذریعہ طلباء میں اعتماد پیدا کیا جاسکتا ہے۔

بعض طلباء امتحان کے زمانہ میں بھی لاپرواہی برتتے ہیں اور سال بھر جس تن آسانی کا شکار تھے وہ امتحان کے وقت بھی اسی ڈگر پر چلتے ہیں۔ایسے طلباء میں تحریک وترغیب کے ذریعہ دوبارہ دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔اساتذہ ووالدین انتہائی صبر وتحمل اور دوستانہ سلوک کرتے ہوئے امتحان کی تیاری سے جی چُرانے والے طلباء کو تعلیمی انحراف سے روک سکتے ہیں۔گھر کا مناسب ماحول بھی امتحان کی تیاری کے لیے ضروری ہے۔جہاں گھر کے کمرے چھوٹے ہوں وہاں ایک ہی کمرہ میں گھر والوں اور طالب علم کا سونا، پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔گھر والے سونا چاہتے ہیں اور طالب علم جاگ کر پڑھنا چاہتا ہے۔ان حالات میں دونوں کے لیے دشواری ہوتی ہے اس لیے دونوں کو کچھ قربانی دینی ہوگی تاکہ طالب علم کی امتحان کی تیاری امن وسکون سے گذرے۔

والدین سے گذارش:

اگر آپ کے خاندان میں کوئی طالب علم بورڈ کا امتحان دے رہا ہے تو اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔امتحان میں اچھے نمبر لانے کے مقصد سے کچھ طلباء دیر رات جاگ کر پڑھائی کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔اسی لیے کچھ طلباء جاگنے کے لیے

بیڑی، سگریٹ، گٹکھا، پان مسالہ اور مختلف قسم کی نشیلی اشیاء کا سہارا لیتے ہیں جس سے ان کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ نیز نشہ کی عادت بھی پڑ جاتی ہے اور بعد میں نشہ خوری کے عادی بن جاتے ہیں۔

بورڈ کے امتحانات کی وجہ سے طلباء کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کی بھی ذہنی کشیدگی بڑھ جاتی ہے۔ تناؤ سے چھٹکارہ پانے کے لیے والدین کو چاہئے کہ امتحانات کو لے کر بچوں پر کسی طرح کا دباؤ نہ ڈالیں۔ اس سے طلباء کے دماغ پر برا اثر پڑسکتا ہے۔ وہ ڈپریشن کے شکار ہوسکتے ہیں اور کوئی غلط قدم بھی اٹھا سکتے ہیں۔ امتحانات کا دباؤ بچوں میں مایوسی اور بھولنے کا مرض پیدا کرسکتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کی پڑھائی کا مقابلہ دوسرے بچوں سے کرتے ہیں جس سے بچے ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان کی محنت کرنے کی صلاحیت دن بدن کم ہونے لگتی ہے۔ بچوں کی قوت یادداشت بھی کم ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات والدین کی طرف سے بچوں پر 90 فیصد یا 80 فیصد نمبر لانے کا بھی دباؤ رہتا ہے۔ امتحانات کے دوران بچوں کی غذائیت سے بھرپور خوراک کا دھیان دیں۔ بھرپور نیند پوری کرنے کا موقع دیں۔ امتحان کے دنوں میں دلچسپی کے لیے کچھ وقت آؤٹنگ کے لیے بھی لے جائیں۔

امتحان کی تیاری کے دنوں میں ماں کا کردار اہم ہوتا ہے۔ وہ بچوں کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ بچے اپنی اندرونی پریشانیاں ماں کو بلا جھجھک بتا سکتے ہیں۔ بچے ماں سے بات کرکے دلی سکون محسوس کرتے ہیں۔ ماں اگر تعلیم یافتہ اور پروفیشنل صلاحیت رکھتی ہو تو وہ بچے کی ہیجان اور امتحانی خوف کا مداوا اپنے انداز سے کرسکتی ہے۔ اس سلسلے میں والدین/ اساتذہ اور قارئین کی دلچسپی کے لئے ایک خبرنما واقعہ تحریر کرتا ہوں:

ماں کی حکمت اور تدبر نے ناکارہ بیٹے کو کیا سے کیا بنادیا:

''تھامس ایڈیسن دنیا کے مشہور ترین سائنس دانوں میں سے ایک تھا۔ اس کے بچپن کا ایک واقعہ خاص طور پر ملاحظہ کیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بچہ تھا اور اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دن اسکول سے گھر آیا تو ایک بند لفافہ اپنی والدہ کو دیا اور کہا ''استاد نے دیا ہے کہ اپنی ماں کو دیدو۔''

ماں نے لفافہ کھولا اور پڑھتے ہوئے رو پڑی۔ خط دکھائے بغیر اس نے جو کچھ بھی بہ آواز بلند پڑھا وہ اس طرح تھا:

''تمہارا بیٹا نہایت ذہین طالب علم ہے۔ یہ اسکول اس کے لئے بہت چھوٹا ہے اور یہاں اتنے اچھے استاد نہیں کہ اسے پڑھا سکیں، سو آپ اسے خود پڑھائیں۔''

برسوں بعد جب تھامس ایڈیسن ایک سائنس داں کے طور پر پوری دنیا میں مشہور ہوگیا تب تک اس کی والدہ وفات پا چکی تھیں۔ ایک دن وہ اپنے خاندان کے پرانے کاغذات میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا کہ اسے وہی خط ملا۔ اس نے خط کو کھولا تو اس پر لکھا تھا۔''

''آپ کا بیٹا انتہائی غبی (کند ذہن) اور ذہنی طور پر ناکارہ ہے۔ ہم اسے اب مزید اسکول میں نہیں رکھ سکتے۔''

خط کا اصل مضمون کا انکشاف ہونے پر ایڈیسن نے اپنی ڈائری میں لکھا:

''تھامس ایلوا ایڈیسن ذہنی طور پر ناکارہ بچہ تھا لیکن ایک عظیم ماں نے اسے صدی کا سب سے بڑا سائنس داں بنادیا۔'' (روزنامہ انقلاب دہلی ۱۵/جنوری ۲۰۱۸ عیسوی)

والدین کو نیند کے تعلق سے مندرجہ ذیل دو اقتباسات ضرور پڑھ لینا چاہئے:

نیند فاسد مادہ کو دور کرنے والا نظام ہے۔ نیند کے دوران دماغی خلیئے سکڑ جاتے ہیں جس سے ان کے درمیان خلا زیادہ وسیع ہوجاتا ہے۔ اس کے باعث وہاں مائع کو بہنے کا موقع ملتا ہے جو دماغ کو پاک صاف کرکے تروتازہ کردیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک تازہ تحقیق پڑھئے جو لندن میں کی گئی تھی جس کا ذکر میں نے گذشتہ سال جریدہ ترجمان کے کسی شمارہ میں بھی کیا تھا:

''لندن: تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ دماغ دن بھر کی سوچ بچار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے زہریلے مواد کو نیند کی مدد سے پاک وصاف کرتا ہے۔ امریکی سائنس دانوں کی ٹیم کا خیال ہے کہ نیند کی بنیادی وجہ فالتو مواد کو دور کرنے والا نظام ہے۔ یہ تحقیق مشہور جریدہ ''سائنس'' میں شائع ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نیند کے دوران دماغی خلیئے سکڑ جاتے ہیں جس سے ان کے درمیان خلاء زیادہ وسیع ہوجاتا ہے۔ اس کے باعث وہاں کا مائع کو بہنے کا موقع ملتا ہے جو دماغ کو پاک صاف کردیتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض زہریلی پروٹینز کو صاف کرنے میں ناکامی کی وجہ سے دماغی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے پہلے گذشتہ سال یہ دریافت ہوا تھا کہ دماغ کے اندر نکاسی کے پائپ موجود ہوتے ہیں جو فالتو مواد کو دماغ سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اسے گلم فیٹک نظام کہا جاتا ہے۔''
(روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی 19/اکتوبر 2013)

بے خوابی یا کم نیند کے اثرات کے بارے میں ایک اور تحقیقی خبر پڑھئے:

''امریکہ کے سین ڈیاگو کی کیلی فورنیا یونیورسیٹی میں کی جانے والی تحقیق کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ جن لوگوں کو اچھی نیند نہیں آتی ان کے ذہن کو اپنی توجہ مرکوز کرنے کے لیے کافی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

''نیند سے متعلق یہ تازہ تحقیق ''سلیپ'' یعنی نیند نامی جرنل میں شائع ہوئی ہے۔ بے خوابی یا کم نیند کے شکار افراد کو رات میں سونے میں دقت پیش آتی ہے جس کا اثر دن میں ان کی کارکردگی پر پڑتا ہے ان میں کسی چیز کے تئیں دیر سے ردعمل اور چیزوں کا بروقت یاد نہ آنا شامل ہے۔ جو لوگ بے خوابی کا شکار تھے ان کے دماغ کا وہ حصہ ٹھیک سے حرکت نہیں کرتا جو عملی یادداشت کے لیے اہم ہوتا ہے۔ پروفیسر سین ڈرمنڈ نے کہا ہے کہ اس تحقیق سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ بے خوابی کے شکار لوگوں کو صرف رات میں سونے میں تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ان کے دماغ دن میں بھی اچھی طرح سے کام نہیں کرتے''۔ (روزنامہ انقلاب، 2/ستمبر 2013)

ان تحقیقات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بھرپور نیند سب کے لیے ضروری ہے مگر امتحان دینے والوں کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے۔ والدین کو اس بارے میں بہت محتاط رہنا چاہئے اور اپنے بچوں کی نیند پر خاص دھیان دینا چاہیے۔ ☆☆

کتوں کے تعلق سے شرعی احکامات

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الھندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

موجودہ زمانہ، فیشن کا زمانہ ہے۔ مغربی تہذیب کو اپنانے کے نتیجہ میں بہت سارے رسم و رواج اور فیشن و کلچر مسلم سماج و معاشرہ کو اپنے نرغے میں لے چکے ہیں۔ انہی نام نہاد فیشن میں سے ایک فیشن ''ڈاگ کلچر'' ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگ شوقیہ طور پر کتوں کو پالتے ہیں، اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے ہیں بلکہ کتوں کو بسا اوقات انسانوں سے زیادہ عزت و تکریم دیتے ہیں اور ان کے آرام و آرائش اور چین و سکون کا مکمل پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ ڈاگ کلچر مغربی تہذیب کا حصہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اب یہ وباء برصغیر ہندو پاک میں بھی پھیل چکی ہے۔ موجودہ وقت میں آپ ہر چہار جانب اس وباء کے مظاہر دیکھ سکتے ہیں۔ نئی نسل کا کتوں کے تعلق سے الفت و لگاؤ کا عالم یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے ساتھ سلاتے ہیں، مارننگ واک پر انہیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں، عمدہ قسم کے صابون سے نہلاتے ہیں اور تو اور لوگ کتوں سے بوس و کنار بھی ہوتے ہیں۔

کتوں کے تعلق سے موجودہ زمانے میں پائی جانے والی انہی خرابیوں کے پیش نظر ذیل کی سطور قلمبند کی جارہی ہیں تاکہ ہم یہ جانیں کہ مذہب اسلام کتوں کے تعلق سے ہمیں کیا احکامات صادر فرماتا ہے اور ایک مسلمان کا کتوں کے بارے میں کیا سوچ ہونی چاہئے۔ حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص وقت میں ملنے کا وعدہ کیا، لیکن اس وقت پر تشریف نہیں لائے، جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ پریشان ہوئے، بے اطمینانی میں گھر سے نکلے، راستے میں آپ کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی، آپ نے ان سے کہا: '' آپ میرے پاس آنے کا وعدہ کرگئے جس کی وجہ سے میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن آپ تشریف نہیں لائے؟ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا آپ کے گھر میں کتے کا ایک پلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حسبِ وعدہ آپ سے ملنے نہ آسکا، کیونکہ ہم فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے یا تصویریں ہوں۔

شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھروں میں نہیں داخل ہوتے، البتہ عذاب کے فرشتے ہر جگہ جاتے ہیں، ان کے لئے کسی جگہ جانے پر کوئی بندش نہیں ہوتی۔ یہاں پر غور کرنے کا مقام ہے کہ آج کونسا ایسا گھر ہے جو ان چیزوں سے خالی ہے؟ آج ہمارے معاشرے میں دین بیزاری اور بے برکتی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنے گھروں میں کتے پال رکھے ہیں، جس کی وجہ سے ان گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ اور ظاہری بات ہے کہ جس گھر میں رحمت کے فرشتے ہی داخل نہیں ہوں گے، اس گھر میں برکتوں کی برکھا کیسے ہوسکتی ہے۔

کتوں کو مارنے کا شرعی حکم: ابتدائے اسلام میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کے کتوں کو مارنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری/3323، صحیح مسلم/1570)

بعد میں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کے اپنے اس حکم سے ان کتوں کو مستثنیٰ قرار دیا جنہیں آپ نے دوسری حدیثوں میں پالنے کی اجازت دی تھی۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بعد کہا: ''**مالھم و بال الکلاب**'' یعنی لوگ کتوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ اس کے بعد آپ نے شکاری اور بکریوں کی نگرانی کرنے والے کتوں کو پالنے کی اجازت دی اور فرمایا: ''**اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع مرات، و عفروہ الثامنۃ فی التراب**'' یعنی جب کتا برتن مین منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھولو اور آٹھویں بار مٹی سے دھولو۔ (صحیح مسلم/280)

نیز اسی معنی کی روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری، مویشی یا بکری کی حفاظت کرنے والے کتوں کے سوا سبھی کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم/1571)

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ بہت سارے علمائے کرام نے اسی حدیث کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے جن کتوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جیسے شکاری کتے وغیرہ کے سوا سبھی کتوں کو مارنا جائز ہے۔ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کی رائے ہے۔ (اکمال المعلم ۵/ ۲۷۰)

اخیر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موذی کتوں کے سوا تمام کتوں کو مارنے سے منع فرما دیا۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"لو لا أن الکلاب أمة من الأمم لأمرت بقتلها فاقتلوا کل أسود بھیم" یعنی اگر کتے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں انہیں قتل کا حکم جاری رکھتا، لیکن (اب) ان میں سے صرف خالص کالے کتوں کو قتل کیا کرو۔ (سنن ترمذی/1486، سنن ابوداود/2845، سنن نسائی/4280، سنن ابن ماجہ/3205، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دو طرح کے کتوں کو مارنے کا حکم برقرار رکھا ہے، ان میں پہلا وہ موذی کتا ہے جس کے بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"خمس فواسق: یقتلن فی الحل والحرم: الغراب، والحدأة والعقرب والفأرة والکلب العقور" یعنی پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جو سب کے سب فاسق (موذی) ہیں۔ انہیں عام حالات اور حالت احرام میں بھی مارا جاسکتا ہے۔ وہ جانور یہ ہیں: کوا، چیل، چوہیا، بچھو اور کاٹ کھانے والا کتا۔ (صحیح بخاری/3136، صحیح مسلم/1198)

دوسرا وہ کتا جو بالکل کالا ہو اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نشان ہوں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہماری حالت یہ تھی کہ اگر کوئی عورت دیہات سے اپنے کتے کے ساتھ آتی تو ہم اس کے کتے کو مار ڈالا کرتے تھے۔ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے سے روک دیا اور فرمایا "علیکم بالأسود البھیم ذی النقطتین فانه شیطان" یعنی تم لوگ خالص کالے دو نشان والے کتوں کو ہی مارا کرو۔ (صحیح مسلم/1572)

سابقہ سطور کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ کتا جو انسان کے لئے موذی ہو، اسے مارنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کتے کو مارنا جائز نہیں ہے۔ کالا کتا اور کلب عقور میں قدر مشترک یہی ہے کہ دونوں انسان کے لئے مضر ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی کالا کتا انسانوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا تو اس کے تعلق سے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر اسے بآسانی مارا جاسکتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اس سے باز رہنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆ تین طرح کے کتوں کے علاوہ، ہر طرح کے کتے پالنا حرام ہے: کسی بھی مسلمان کے لئے شوقیہ طور پر کتا پالنا جائز نہیں ہے۔ مذہب اسلام نے صرف تین طرح کے کتوں کو پالنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ انسان شکاری کتا، مویشی کی نگرانی کرنے کے لئے یا کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے کے لئے کتا پال سکتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من أمسک کلبا فانه ینقص کل یوم من عمله قیراط الا کلب حرث أو ماشیة" یعنی اگر کوئی انسان کھیتی یا مویشی کی حفاظت کرنے والے کتوں کے سوا کوئی دوسرا کتا پالتا ہے تو ہر روز ایک قیراط کے بقدر اس کا عمل کم ہوگا۔ (صحیح بخاری/2145)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"من اقتنی کلبا لیس بکلب صید ولا ماشیة ولا أرض فانه ینقص من أجره قیراطان کل یوم" یعنی اگر کوئی انسان شکاری، مویشیوں کی نگرانی یا کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتوں کے سوا کوئی دوسرا کتا پالتا ہے تو ہر روز دو قیراط اس کی نیکیوں سے کم ہوں گے۔ (صحیح مسلم/2974)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من اقتنی کلبا الا کلب ماشیة أو کلب صید نقص من عمله کل یوم قیراط. قال عبدالله: وقال ابوھریرة: أو کلب حرث"۔ یعنی اگر کوئی شخص مویشی کی نگرانی کرنے والے یا شکاری کتے، اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابو ہریرہ کے بقول: کھیتوں کی حفاظت کرنے والے کتے کے سوا مزید کسی کتے کو پالے گا تو اس کے عمل میں ہر روز ایک قیراط کی کمی واقع ہوگی۔ (صحیح مسلم/2943)

سابقہ حدیثوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تین قسم کے علاوہ ہر طرح کے کتوں کا پالنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص شوقیہ طور پر یا پھر فخر ومباہات کے لئے کتوں کو پالتا ہے تو یہ اس کے ثواب میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ امام نووی نے کہا ہے:"قد اتفق أصحابنا وغیرھم علی أنه یحرم اقتناء الکلب لغیر حاجة مثل أن یقتنی کلبا اعجابا بصورته أو للمفاخرة به، فھذا حرام بلاخوف" یعنی ہمارے اصحاب اور دیگر علمائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بلا ضرورت کتے کا پالنا حرام ہے جیسا کہ کوئی انسان کسی کتے کو اس کی شکل پسند ہونے کی وجہ سے پالے یا اس پر فخر جتانے کی غرض سے تو یہ بلا تامل حرام ہوگا۔ (شرح مسلم ۱/۴۴۸)

مذہب اسلام نے بلا ضرورت کتے کو پالنے سے اس وجہ سے روکا ہے کہ یہ ایک پلید جانور ہے اور اس کے پالنے پر بے شمار مضرات ومفاسد مرتب ہوتے ہیں مثلاً جہاں کتے رہتے ہیں، اس جگہ اللہ کے پاک باز فرشتے تشریف نہیں لاتے، اسی طرح اس جگہ جانے سے لوگ دہشت محسوس کرتے ہیں وغیرہ۔ البتہ اگر کتا پالنے کی ضرورت محسوس ہو، جیسا کہ کسی انسان کے پاس بکریاں ہوں اور اسے اندیشہ ہو کہ اسے بھیڑیا یا چور وغیرہ نقصان پہنچادیں گے یا کھیت کی حفاظت کے تحت کتا پالنے کی ضرورت ہو یا شکار کے لئے کتا پالنا چاہتا ہو تو ایسی صورت میں شریعت اسلامیہ نے اسے کتا پالنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ آخر الذکر حدیث پر کلام کرتے ہوئے

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ شکاری، مویشیوں کی نگرانی کرنے والے اور اسی طرح سے کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتوں کا پالنا مباح ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سابقہ حدیثوں میں تین قسم کے علاوہ دوسرے کتوں کے پالنے پر دوطرح کی حدیثیں وارد ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ ایسے انسان کے عمل سے ایک قیراط کی کمی واقع ہوتی ہے جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ دو قیراط تو اس تعلق سے تطبیق کی صورت کیا ہوگی اور اگر کوئی انسان تینوں کتوں کے سوا دوسرے کتے کو پالتا ہے تو اس کی نیکیوں سے کس قدر کمی واقع ہوگی؟ اس تعلق سے علمائے کرام نے دونوں روایتوں کے مابین مختلف طریقوں سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔

بعض علمائے کرام نے کہا ہے اگر کتا زیادہ موذی ہوگا تو انسان کی نیکیوں سے دو قیراط کم کیا جائے گا اور اگر کم موذی ہوگا تو ایک قیراط۔

بعض دوسرے علمائے کرام نے کہا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل بتایا تھا کہ تین طرح کے سوا دوسرے قسم کے کتوں کو پالنے سے ہر روز ایک قیراط کمی واقع ہوتی ہے، لیکن بعد میں آپ نے ایسے شخص کی سزا میں اضافہ کرتے ہوئے دو قیراط بتایا تاکہ لوگ اس حرام کام کی سنگینی کو سمجھیں اور اس کام سے شدت کے ساتھ پرہیز کریں۔(ملاحظہ ہو: شرح مسلم للنووی ۱۰/۲۴۲، فتح الباری ۵/۹)

حافظ عینی نے سابقہ اقوال کے علاوہ مزید ایک قول ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک قیراط کا تعلق دیہات سے ہے اور دو قیراط کا تعلق شہروں اور قصبوں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص دیہات میں بلاضرورت کتا پالتا ہے تو اس صورت میں اس کی نیکیوں سے ایک قیراط کی کمی واقع ہوگی لیکن اگر کوئی شہر میں کتا پالتا ہے تو پھر اس کی نیکیوں سے دو قیراط کی کمی کی جائے گی۔(عمدۃ القاری ۱۲/۱۵۸)

کتے کا بیچنا: کتوں کو بیچنے کے تعلق سے بنیادی طور پر علمائے کرام کی دو آراء ہیں جن میں راجح ترین قول یہ ہے کہ کسی بھی طرح کا کتا بیچنا جائز نہیں ہے۔ مذہب اسلام نے جن کتوں کو پالنے کی اجازت دی ہے، راجح قول کے مطابق ان کتوں کو بھی نہیں بیچا جاسکتا ہے کیونکہ اس تعلق سے صریح ممانعت وارد ہے۔ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔(صحیح بخاری/1944)

ابومسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کے پرساد سے منع کیا ہے۔(صحیح بخاری/2083، صحیح مسلم/2930)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔اگر کوئی انسان کتے کی قیمت طلب کرتا ہوا آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔(سنن ابوداود/3021، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لایحل ثمن الکلب ولا حلوان الکاھن ولا مھر البغی“ یعنی کتے کی قیمت، کاہن کا پرساد اور زانیہ کی اجرت حلال نہیں ہے۔(سنن ابوداود/3023، اسے شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ممانعت ظاہری طور پر بیچنے کی حرمت کی دلیل ہے۔یہ ممانعت سبھی کتوں کے لئے عام ہے چاہے وہ سدھایا ہوا ہو یا پھر جس کا پالنا جائز ہو یا نہ ہو۔اس قول کا لازمی نتیجہ ہے کہ اگر کوئی انسان کسی کے کتے کو مار ڈالے تو اس پر تاوان نہیں ہوگا۔یہی جمہور کا قول ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کتے کا بیچنا باطل ہے۔(مجموع فتاوی ابن باز ۱۹/۳۹)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کتے کا بیچنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص شکار کے لئے بھی بیچتا ہے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔(الشرح الممتع ۸/۹۰)

☆ بعض علمائے کرام نے شکاری کتا بیچنے کو جائز قرار دیا ہے۔انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جس میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کے سوا سبھی کتوں اور بلیوں کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔(سنن نسائی/4589)

لیکن علمائے محققین نے کہا ہے کہ یہ اور اس جیسی دوسری روایتوں سے استدلال درست نہیں ہے۔اس وجہ سے کہ یہ سبھی روایتیں ضعیف ہیں۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ”الا کلب صید“ کی استثناء ضعیف ہے۔امام نسائی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اسے منکر کہا ہے۔امام سندی نے سنن نسائی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ روایت باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے: وہ حدیثیں جن میں وارد ہیں کہ شکاری کتے کے سوا ہر طرح کے کتوں کی قیمت ممنوع ہے یا اسی طرح سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی انسان کو بیس اونٹ تاوان دیا کیونکہ انہوں نے اس کے کتے کو مار ڈالا تھا یا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے تاوان عطا کیا، وہ سبھی روایتیں تمام محدثین کے نزدیک باتفاق ضعیف ہیں۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مذہب اسلام نے جن تین کتوں کو پالنے کی اجازت دی ہے، اگر کسی انسان کو ان میں سے کسی کتے کی ضرورت پڑ جائے

اور اسے خریدے بغیر نہ مل سکے تو علمائے کرام کے بقول: انسان کے لئے خریدنا جائز ہے۔امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بنیادی طور پر کتا چاہے شکاری ہو یا مویشی کی نگرانی کرنے والا ہو،اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔اگر کسی انسان کو کتے کی ضرورت پڑ جائے اور اسے کوئی ایسا انسان نہ مل سکے جو اسے دے سکے تو اس کے لئے کتا خریدنا جائز ہوگا۔یہ خریدنے والے کے لئے تو جائز ہوگا،البتہ بیچنے والے انسان کے لئے حرام ہوگا۔(المحلی ۷/۴۹۳)

☆**کتوں کو گھروں میں رکھنا جائز نہیں ھے**: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین قسم کے علاوہ دیگر کتوں کو پالنے سے منع فرمایا ہے۔انسان یا تو شکاری کتے کو پال سکتا ہے یا مویشی کے محافظ کتے کو یا پھر جو کہ گھر وغیرہ کی نگرانی کر سکے۔اگر کوئی ان تین قسم کے کتوں کو پالتا ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے،لیکن ان کتوں کو گھر میں یا سونے کی جگہ رکھنے سے بالکلیہ گریز کرنا چاہئے۔انسان کو چاہئے کہ ایسے کتوں کے رہنے کے لئے گھر سے باہر کوئی جگہ بنادے،کیونکہ ان کتوں کی صحبت اور ان کے ساتھ بودوباش انسان کی صحت کے لئے سخت مضر ہے۔نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب" یعنی فرشتے ایسے گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں کتے ہوں۔(صحیح بخاری)

آپ اس حدیث کو دیکھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری،مویشی یا محافظ کتوں کی پرورش کی اجازت دینے کے باوجود اس معاملہ میں انہیں مستثنیٰ نہیں کیا ہے،بلکہ ایک عمومی بات بتائی ہے کہ جس گھر میں کتے ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں۔لہٰذا شکاری،مویشی یا گھروں کی حفاظت کرنے والے کتوں کو بھی گھروں میں رکھنا بہرصورت درست نہیں ہے۔علمائے کرام کا یہی فتوی ہے کہ کسی بھی طرح کے کتوں کو گھروں میں نہیں رکھا جاسکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتا پاک ھے یا ناپاک ؟ کتے کی پاکی اور ناپاکی کے تعلق سے علمائے کرام کا سخت اختلاف ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوی ۲۱/۵۳۰ میں لکھا ہے کہ کتا کے تعلق سے علماء کے تین مشہور اقوال ہیں۔پہلا قول ہے کہ کتا پاک ہے حتی کہ اس کا تر حصہ بھی،یہ امام مالک کی رائے ہے۔دوسرا قول ہے کہ کتے کا پورا وجود ناپاک ہے حتی کہ اس کا بال اور ظاہری حصہ بھی۔یہ امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کی رائے ہے اور تیسرا قول ہے کہ اس کا ظاہری حصہ بال وغیرہ پاک ہے اور اس کا تر حصہ لعاب دہن وغیرہ ناپاک ہے۔یہ امام ابوحنیفہ اور دو روایتوں میں سے ایک کے مطابق امام احمد کی رائے ہے۔یہی صحیح ترین قول ہے۔چنانچہ اگر انسان کے جسم یا بدن سے کتے کے بال کی رطوبت لگ جائے تو اس کی وجہ سے وہ ناپاک نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ شیخ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی رحمہ اللہ نے سبل السلام الموصلة الى بلوغ المرام ۱/۸۶-۸۷ میں کتے کی نجاست اور عدم نجاست کی بحث کو ذکر کیا ہے اور کتے کو نجس عین قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ لعاب دہن جسم کا پگھلا ہوا تر حصہ ہے،جب وہ ناپاک ہے تو پورا جسم ناپاک ہوگا۔لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو احناف کی رائے کو راجح قرار دیا ہے۔وہی بات درست معلوم ہوتی ہے،کیونکہ حدیثیں اسی بات کا پتا دیتی ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ ان جگہوں پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔(صحیح بخاری/ 174) یہ روایت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کتے کا ظاہری حصہ بال وغیرہ ناپاک نہیں ہے۔کیونکہ اگر کتے کا ظاہری حصہ ناپاک ہوتا تو پھر کتے مسجد نبوی میں نہیں داخل ہو پاتے اور اگر غلطی سے داخل ہو بھی جاتے تو پھر نماز کے وقت مسجد کو دھلا جاتا۔

جہاں تک کتے کے تر حصہ یعنی لعاب دہن وغیرہ کے ناپاک ہونے کی دلیل ہے تو وہ حدیثیں ہیں جن میں شریعت اسلامیہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے دھولے۔

کتے کا جھوٹا کیسے صاف کریں ؟ اگر کتا برتن وغیرہ میں منہ ڈال دے تو ایسی صورت میں اسے سات بار دھونا ضروری ہوگا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طهور اناء أحدكم اذا ولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات،أولاهن بالتراب" یعنی جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کی صفائی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھلے اور پہلی بار مٹی کا استعمال کرے۔(صحیح مسلم/ 279)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اذا ولغ الكلب في الاناء فاغسلوه سبع مرات،وعفروه الثامنة في التراب" یعنی جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھلو اور آٹھویں مرتبہ مٹی کا استعمال کرو۔(صحیح مسلم/ 280)

ان دونوں حدیثوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی نجاست کو صاف کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے اور ایک بار مٹی کا استعمال کیا جائے۔راجح ترین قول کے مطابق کتے کی نجاست کو سات مرتبہ دھونا اور ایک بار مٹی کا استعمال کرنا دونوں واجب ہیں۔لہٰذا،اس میں کوتاہی کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

☆**کتا جس برتن میں منہ ڈال دے تو کیا اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہوگا؟** اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہوگا۔البتہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سات مرتبہ

دھونا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے تین بار دھویا جائے گا۔(شرح معانی الآثار ۱/۲۳، سنن دارقطنی ۱/۶۶)

لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تعلق سے یہی کہا جائے گا کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوتا ہے، اس کے فتوی اور خیال کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک فتوی یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کتے کے جھوٹے کئے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے اور اس کی سند زیادہ راجح ہے، نیز وہ مرفوع حدیث کے موافق بھی ہے، لہذا، وہ راجح قرار پائے گا۔

اسی طرح سے ایک دوسری روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اس برتن کے بارے میں فرمایا جس میں کتا منہ ڈال دے کہ اسے تین بار، پانچ بار یا سات بار دھویا جائے۔(سنن دارقطنی ۱/۶۵)

حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔ لہذا، کتا جس برتن کو جھوٹا کردے، اسے سات مرتبہ دھونا ضروری قرار پائے گا۔(ملاحظہ ہو: سبل السلام ۱/۸۷)

☆ **کتے کی نجاست کی صفائی میں مٹی کا استعمال کب کیا جائے ؟** کتے کے جھوٹے کی صفائی کے تعلق سے وارد حدیثوں پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے جھوٹا کردہ برتن کو دھونے میں مٹی کے استعمال کے وقت کے تعلق سے کم از کم پانچ طرح کی روایتیں منقول ہیں۔ بعض روایتوں میں ''أولاھن'' کا لفظ وارد ہے جس کے رو سے پہلی بار مٹی کا استعمال کیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ''أخراھن'' کا لفظ وارد ہے جس کے رو سے آخری بار مٹی کا استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح سے کچھ حدیثوں میں ''احداھن'' کا لفظ وارد ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ ہم برتن کو سات بار دھونے میں کبھی بھی مٹی کا استعمال کرسکتے ہیں۔ اسی طرح سے ''السابعة'' کا لفظ بھی ایک روایت میں وارد ہے جس کے رو سے ساتویں بار مٹی کا استعمال کیا جائے گا۔ نیز ایک روایت میں ''الثامنة'' بھی وارد ہے جس سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ سات مرتبہ پانی سے اور اس کے بعد آٹھویں بار مٹی سے دھویا جائے گا۔

لیکن امام امیر صنعانی نے سبل السلام میں سابقہ تمام روایتوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد ذکر کیا ہے کہ ''أولاھن'' والی روایت دیگر روایتوں پر راجح ہیں اور کتے کے جھوٹا کئے ہوئے برتن کی صفائی کے وقت پہلی بار مٹی کا استعمال ضروری ہوگا۔ امیر صنعانی نے ''أولاھن'' یعنی پہلی مرتبہ مٹی کے استعمال کی ارجحیت کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''أولاھن'' والی روایتیں مضبوط اور مستحکم ہیں، نیز انہیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے جو کہ سبب ترجیح میں سے ایک اہم سبب ہے کہ کسی حدیث کو شیخین میں سے کسی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہو۔

کیا مٹی کا استعمال ضروری ہے ؟ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کتے کی نجاست کی صفائی کے لئے مٹی کا استعمال ضروری ہے یا مٹی کی جگہ صابون اور دیگر صفائی کے کیمیکل مواد استعمال کرسکتے ہیں؟ اس تعلق سے راجح بات یہی ہے کہ کتے کی نجاست کو صاف کرنے کے لئے مٹی کا استعمال ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص مٹی کی جگہ صابون یا دیگر کیمیکل مواد کا استعمال کرتا ہے تو اس سے مطلوب حاصل نہیں ہوگا۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے مٹی کی جگہ دوسری چیزوں کے استعمال کے جواز کے بارے میں کہا ہے کہ یہ مندرجہ ذیل بنیادوں کی وجہ سے محل نظر ہے۔

۱- شارع نے مٹی کا صراحتاً تذکرہ کیا ہے تو نص کی اتباع لازم ہوگی۔

۲- بیر کے پتی اور اشنان وغیرہ عہد رسالت میں بھی پائے جاتے تھے، اس کے بعد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳- کتے کے لعاب دہن کی وجہ سے جو جراثیم برتن میں منتقل ہوتا ہے، اسے ختم کرنے میں مٹی زیادہ موثر ہے۔

۴- پانی کے ساتھ مٹی پاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے، کیونکہ تیمّم کے باب میں پانی نہیں ہوتا تو مٹی سے ہی پاکی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''وجعلت لی الأرض مسجدا و طهورا'' یعنی زمین کو میرے لئے جائے نماز اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔

لہذا، درست بات یہی ہے کہ کتے کی نجاست کی صفائی میں مٹی کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں لے سکتی ہے، لیکن اگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی مٹی نہ مل سکے جس کا بہت کم ہی احتمال ہے تو اس صورت میں اشنان یا صابون کا استعمال کچھ نہ استعمال کرنے سے بہتر ہے۔(الشرح الممتع ۱/۲۹۲)

یہ رہے کتا کے تعلق سے چند اسلامی ہدایات۔ جس کو پالنے کا ایک مذموم فیشن دنیا میں چل پڑا ہے۔ یہ نجس اور قابلِ گھن جانور بھی لوگوں کی نگاہ میں قابلِ عزت ہوگیا ہے۔ اس پر لوگ اپنے اموال پانی کی طرح خرچ کرتے ہیں اور اسراف وفضول خرچی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ہم میں ذرا بھی ایمانی غیرت باقی ہے تو ہم ہوش کے ناخن لیں، غور وفکر کا دامن تھامیں اور مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات کو حرز جاں بنائیں اور اس نجس جانور کو پالنے یا اس پر بے دریغ مال خرچ کرنے یا اپنے ساتھ اپنے بستر پر سلانے یا گھر میں رکھنے سے گریز کریں۔ اسی صورت میں ہم دنیا وآخرت ہر دو جگہ کامیاب ہوسکتے ہیں، اللہ تعالی کی روٹھی ہوئی خیر وبرکت سے دوبارہ محظوظ ہوسکتے ہیں اور ترقی کی راہیں طے کرسکتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

☆☆

سید ولی اللہ سلفی

اقوام عالم-تمرد وسرکشی-انبیاء کی بعثت-اور عذاب کی نوعیت

اللہ جل جلالہ نے مختلف اقوام عالم کو ان کے تمرد وسرکشی، ظلم وجور اور زیادتی ودراز دستی کی پاداش میں تباہ وبرباد کیا ہے۔اس کی صراحت بھی کی ہے:''اور بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کردیں جو ظالم تھیں اوران کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کردیا۔''(انبیاء:۱۱)

ان تباہ شدہ قوموں اوران کے عذاب کی نوعیت قدرے تفصیل سے آیات قرآنی اور صحیح احادیث نبوی کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے:

قوم نوح: احادیث نبوی اور تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے روئے زمین کے مختلف خطہ میں وہاں کی قوموں کی اصلاح اور ''**الست بربکم قالوا بلی**'' کے عہدوپیمان کی یاددہانی کے لیے بہت سے انبیاء ورسل بھیجے۔صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث شفاعت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں، پہلے رسول ہیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہی کی قوم سے شرک کا آغاز ہوا۔اسی بنا پر اللہ تعالی نے انہیں ان کی قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ان کا تذکرہ سورۃ العنکبوت، المومنون اور مفصل تذکرہ سورہ نوح میں ہے۔سورہ عنکبوت آیت ۱۴۰، پارہ ۲۰ میں ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال کی طویل مدت تک توحید کی دعوت دی اور شرک سے منع فرمایا۔یہ دعوت وتبلیغ کی عمر ہے۔پوری عمر کتنی تھی؟ اس کی صراحت نہیں کی گئی۔کہتے ہیں کہ چالیس سال نبوت سے قبل اور ساٹھ سال طوفان کے بعد-واللہ اعلم بالصواب- اتنی طویل مدت تک دعوت وتبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے اور بقیہ کفروشرک اور بت پرستی پر مصر رہے۔

پارہ ۲۹ سورہ نوح کی آیت ۲۳(۱) میں نوح علیہ السلام کی قوم کے ان پانچ لوگوں کا تذکرہ ہے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ان کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہوتی رہی چنانچہ ودّ، دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب کا، سواع ساحل بحر کے قبیلۂ ہذیل کا، یغوث سبا کے قریب جرف میں مراد اور بنی غطیف کا، یعوق ہمدان قبیلہ کا اور نسر قوم حمیر کے قبیلۂ ذوکلاع کا معبود رہا۔یہ پانچوں، نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمی تھے۔جب یہ فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کے عقیدت مندوں کو کہا کہ ان کی تصویریں بنا کر تم اپنے گھروں اور دکانوں میں رکھ لو تاکہ ان کی یاد تازہ رہے اوران کے تصور سے تم بھی ان کی طرح نیکیاں کرتے رہو۔جب یہ تصویریں بنا کر رکھنے والے فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کی نسلوں کو یہ کہہ کر شرک میں ملوث کردیا کہ تمہارے آباء واجداد ان کی عبادت کرتے تھے جن کی تصویریں تمہارے گھروں میں لٹک رہی ہیں۔چنانچہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کردی۔(۲)

حضرت نوح علیہ السلام نے شب وروز دعوت پر جتنی زیادہ محنت کی، اتنی ہی ان کی قوم میں (باستثناء چند) فرار کی شدت بڑھتی گئی۔دعوت برملا یعنی مجلسوں میں بھی دی اور پوشیدہ طور پر (ان کے گھر جا کر فرداً فرداً) بھی لیکن اتنا الٹا اثر ہوا کہ انتہائی کفر وعصیان کی وجہ سے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں، کپڑے اوڑھ لیے، اڑ گئے اور نہایت تکبر سے پیش آئے اس کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام رسالت کی ذمہ داریوں سے باز نہیں آئے بلکہ انہیں رب العزت سے مغفرت مانگنے کی ہدایت کی تاکہ وہ بارش، مال اور اولاد کی کثرت اور اخروی نعمتوں سے نوازے جائیں لیکن وہ اپنے کفروشرک اور طغیان وعصیان پر اڑے رہے اور پانچوں بتوں کی پوجا کرتے رہے۔نتیجتاً حضرت نوح نے بددعا کی۔انہیں خدا کے سامنے اوراس کی نگرانی میں وحی کے مطابق کشتی بنانے کا حکم ہوا۔(۳) قوم نے ان کا بھی مذاق اڑایا کہ نوح! نبی بنتے بنتے بڑھئی بن گئے ہو؟ یا اے نوح! خشکی میں کشتی کس لیے تیار کررہے ہو؟ (۴) نتیجہ یہ ہوا کہ طوفانی پانی کا عذاب آیا۔ساری زمین ہی چشموں کی طرح اُبل پڑی، اوپر سے آسمان کی بارش نے رہی سہی کسر پوری کردی۔اس کشتی میں کفار ومشرکین بشمول نوح کی اہلیہ (واہلہ) اور ایک بیٹا (کنعان) کے علاوہ تمام مؤمنین بشمول تین بیٹے (سام، حام، یافث) اور چاروں بہوئیں سوار ہوگئے۔اللہ کے حکم سے تمام ذی روح مخلوقات (اور بقول بعض نباتات بھی) کے جوڑے رکھ لیے گئے۔کشتی اللہ کے حکم سے طوفانی سیلاب کے باوجود اسی کی نگرانی، نگہبانی اور حفاظت میں پانی کی سطح پر تیرتی رہی یہاں تک کہ جودی نامی پہاڑ پر جا لگی۔اسی پہاڑ کے دامن میں قوم نوح آباد تھی۔(۵)

قوم عاد: قوم عاد نے اللہ رب العزت کی آیتوں کا انکار کیا، اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی۔(۶) یہ قوم اپنے کو سب سے زیادہ طاقتور سمجھتی تھی اور متکبرانہ نعرے لگاتی تھی۔''**من اشد منا قوۃ**'' (۷) اس قوم کے افراد، دراز قد اور نہایت زور آور تھے۔اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ عذاب کو روک لینے پر قادر ہیں۔یہ بات انہوں نے اس وقت کہی جب ان کے بھائی حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں پیغمبر کی حیثیت سے ان کو انذار وتنبیہ کے لیے عذاب الٰہی سے ڈرایا۔جب اس قوم کی طغیانی وسرکشی، ظلم وزیادتی، نافرمانی وتکذیب آیاتِ ربانی حد سے تجاوز کرگئی تو اللہ تعالی نے ان کے ایک بھائی (یعنی انہیں میں سے) حضرت ہود کو نبی بنا کر بھیجا۔انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی وحدانیت، اس کی بندگی اوراس سے استغفار کی طرف بلایا لیکن اس دعوت پر لبیک کہنے کے بجائے تمرد وسرکشی، ظلم وطغیان، معصیت ونافرمانی پر مصر رہی بلکہ اللہ اوراس کے پیغمبر حضرت ہود کی تکذیب کربیٹھی۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''تو ہمارے معبودوں کی توہین اور گستاخی

کرتا ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے، معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معبودوں نے ہی تیری اس گستاخی پر تجھے کچھ کر دیا ہے اور تیرا دماغ ماؤف ہوگیا ہے۔(۸) اللہ جل جلالہ کی گرفت بڑی سخت ہے۔اس نے اس قوم پر تیز وتند آندھی کا عذاب نازل کیا جو سات راتوں اور آٹھ دنوں تک مسلط رہا۔انہیں کھجوروں کے لمبے، کھوکھلے تنے کے مانند زمین پر اوندھے منہ پڑے ہوئے بنادیا۔اوراب ان کی کوئی نشانی باقی نہیں ہے۔(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے: نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور." یعنی مشرقی ہوا سے میری مدد کی گئی اور عاد کو مغربی ٹھنڈی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔(۱۰)

قوم ثمود: یہ قوم تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان مدائن صالح میں رہائش پذیر تھی اور قوم عاد کے بعد ہوئی۔قوم ثمود بھی جب صراط مستقیم سے بھٹک گئی تو اللہ تعالی نے ان کے بھائی (مراد انہی کے خاندان اور قبیلہ کا ایک فرد ہے) حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا۔انہوں نے ان کو اللہ کی بندگی، اس کی وحدانیت کے اقرار اور رزاقیت کے احساس وغیرہ کی تلقین کی لیکن اس قوم نے بھی کبر ونخوت اور تکذیب کی راہ اختیار کی۔اپنے نبی کی دعوت کا انکار ہی نہیں کیا بلکہ اللہ کے قائم کردہ حدود سے تجاوز کر گئی اور اپنے آباء واجداد کی روش پر قائم رہی۔اللہ نے ان کی ہدایت کی خاطر رسول بھیجا لیکن انہوں نے ہدایت پر گمراہی اور اندھے پن کو ترجیح دی جس کی بنا پر انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان کے کرتوتوں کے باعث پکڑ لیا۔(۱۱) دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ ”ثمود تو بے حد خوفناک (اور اونچی) آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔(۱۲)

قوم ثمود کے مطالبہ یا ان کے کہنے پر اللہ تعالی نے ایک اونٹنی ان کی آنکھوں کے سامنے معجزہ کے طور پر ایک پہاڑ یا ایک چٹان سے برآمد فرمائی۔اسی لیے اسے ”ناقۃ اللہ“ کہا گیا ہے۔انہیں تاکید کر دی گئی تھی کہ اسے چھوڑ دیں تاکہ اللہ کی زمین میں کھائے، اسے ایذا نہ پہنچائیں ورنہ فوری عذاب انہیں پکڑ لے گا۔مگر اس سرکش قوم نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں، اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اللہ کے حکم سے صریح سرتابی کرتے ہوئے اُسے مار ڈالا۔حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں اپنے گھروں میں تین دن رہنے سہنے کی اجازت دی کہ فوری عذاب کا وعدہ جھوٹا نہیں ہے۔(۱۳)

چوتھے دن چیخ اور زور کی کڑک کی صورت میں عذاب آیا اور وہ اپنے گھروں میں اس طرح اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہیں تھے۔عذاب کے وقت اللہ تعالی نے حضرت صالح اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا۔(۱۴)

قوم لوط: حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور ان پر ایمان لانے والوں میں سے تھے۔پھر خود ان کو بھی اللہ تعالی نے ایک علاقہ میں نبی بنا کر بھیجا۔یہ علاقہ اردن اور بیت المقدس کے درمیان تھا جسے سیدوم کہا جاتا ہے۔یہ زمین سرسبز وشاداب تھی اور یہاں ہر طرح کے غلے اور پھلوں کی کثرت تھی۔قرآن مجید نے اس جگہ کو ”مؤتفکۃ یا مؤتفکات“ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔حضرت لوط علیہ السلام نے غالباً سب سے پہلے یا بنیادی دعوت یعنی دعوت توحید کے ساتھ جو دوسری بڑی خرابی قوم لوط میں مردوں کے ساتھ بدفعلی کی تھی، اس کی شناعت اور قباحت بیان فرمائی۔یہ ایک ایسا گناہ ہے جسے دنیا میں سب سے پہلے اسی قوم لوط نے کیا، اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ پہلے قوم کو اس جرم کی خطرناکی سے آگاہ کیا جائے۔علاوہ ازیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ دعوت توحید بھی یہاں پہنچ چکی ہوگی۔

حضرت لوط کی قوم بھی دنیا کی ان قوموں میں سے ہے جن پر ان کے تمرد وسرکشی کی وجہ سے عذاب الہی نازل ہوا۔اس قوم نے روئے زمین پر ایسے فحش اور گھناؤنے عمل وفعل کی بنیاد ڈالی جس کی مثال ان سے پہلے کبھی اور کسی خطہ میں نہیں ملتی۔(۱۵)

حضرت لوط کی بستی بحیرۂ میت کے جنوب مشرق میں تھی جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں مقیم تھے۔قوم لوط کی ہلاکت وبربادی کا فیصلہ کر لیا گیا تو اللہ نے چند فرشتے نوجوان خوبرو انسانی شکل میں بھیجے۔یہ فرشتے راستہ میں حضرت ابراہیم کے پاس ٹھہرے۔سلام کے بعد انہیں (حضرت سارہ سے) دو بیٹوں حضرت اسحق اور حضرت یعقوب کی خوشخبری دی اور اپنی آمد کی اصل غرض (قوم لوط کی ہلاکت وبربادی) بتائی۔(۱۶) قوم لوط کی ہلاکت وبربادی کے فیصلہ اور خبر سے حضرت ابراہیم اپنے بھتیجے حضرت لوط کے بارے میں متفکر ہوئے مگر فرشتوں نے انہیں اطمینان دلایا کہ وہ ان کو اور ان کے گھر والوں کو بشمول مؤمنین سوائے ان کی بیوی کے بچالیں گے۔(۱۷) یہ بے ریش فرشتے جب حضرت لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی خوبصورتی اور اپنی قوم کی بدذاتی وطغیانی اور عادت قبیحہ کی وجہ سے سخت متوحش ہوئے اور خطرہ محسوس کیا۔کیوں ان کو یہ جتا دیا گیا تھا کہ یہ نوجوان مہمان نہیں بلکہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو قوم لوط کی ہلاکت کے لیے عذاب الہی لے کر آئے ہیں۔جب اغلام بازی کے ان مریضوں کو علم ہوا کہ چند خوبرو نوجوان حضرت لوط کے گھر آئے ہیں تو دوڑے ہوئے آئے اور انہیں اپنی غلط خواہشات کی تسکین کے لیے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔حضرت لوط نے اپنی بیٹیاں (اور بقول بعض مراد عام پاکیزہ عورتیں) پیش کیں کہ نکاح کرلو اور تسکین شہوت کا فطری محل اور موقع یعنی عورت کی شرمگاہ اپنا مقصود بناؤ۔لیکن یہ قوم اپنی بے حیائی کی عادت خبیثہ میں اندھی ہو کر اتنی آگے بڑھ چکی تھی کہ جائز اور فطری طریقے چھوڑ کر غیر فطری کام اور بے حیائی پر اصرار کرتی رہی، لوط اپنے نو وارد نوجوان مہمانوں کی حفاظت کے لیے متفکر تھے۔فرشتے یہ سمجھ گئے، اپنا تعارف کرایا، انہیں اطمینان دلایا کہ ان کی قوم اُن تک نہیں پہنچ سکتی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ اپنے گھر والوں (بشمول مؤمنین) کو، باستثنائے ان کی بیوی کے (جو کفر کی حالت میں تھی) لے کر آپ رات کے ایک حصہ میں اس بستی سے نکل جائیں۔صبح ہوتے ہی اس بستی کو ہلاک کر دیا جائے گا، کیوں کہ عذاب موعود کا وقت صبح متعین تھا۔چنانچہ صبح ہوتے ہی عذاب آیا، اس بستی کو زیروزبر کر دیا، اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور اُن پر اللہ کی طرف سے ایسے نشان دار کنکریلے پتھر برسائے جو تہہ بہ تہہ تھے۔پوری قوم تباہ وبرباد ہوگئی، صرف حضرت لوط اور مؤمنین اللہ کی رحمت کے ذریعہ بچا لیے گئے۔

قوم شعیب: مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے یا پوتے کا نام تھا۔پھر

انھی کی نسل پرمبنی قبیلے کا نام بھی مدین اور جس بستی میں رہائش پذیر تھے، اس کا نام بھی مدین پڑ گیا۔ یوں اس کا اطلاق قبیلے اور بستی دونوں پر ہوتا ہے۔ یہ بستی حجاز کے راستہ میں ''معان'' کے قریب ہے۔ انھی کو قرآن میں دوسرے مقام پر اصحاب الایکہ (بن کے رہنے والے) بھی کہا گیا ہے۔ ان کی طرف حضرت شعیب نبی بنا کر بھیجے گئے۔

پارہ ۱۹/سورۃ الشعراء میں بھی اصحاب الایکہ کا تذکرہ ہے (۱۷۶ تا ۱۹۰) ایکہ، جنگل کو کہتے ہیں۔ اس سے حضرت شعیب کی قوم اور بستی ''مدین'' کے اطراف کے باشندے مراد ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ایکہ کے معنی گھنا درخت کے ہیں اور ایسا ایک درخت مدین کے نواحی آبادی میں تھا جس کی پوجا پاٹ ہوتی تھی۔ حضرت شعیب کا دائرہ نبوت اور حدود دعوت وتبلیغ، مدین سے لے کر اس نواحی آبادی تک تھا جہاں ایکہ درخت کی پوجا ہوتی تھی۔ یہاں کے باشندوں کو اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے اصحاب الایکہ اور اہل مدین کے پیغمبر ایک ہی یعنی حضرت شعیب علیہ السلام تھے اور یہ ایک ہی پیغمبر کی امت تھی۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت وتبلیغ کے علاوہ ان کی بڑی خرابی وزن اور ناپ میں کمی اور زیادتی سے روکا۔ ان کی قوم لینے کا کیل اور میزان الگ اور دینے کا الگ رکھتی تھی۔ وہ اس سے باز نہیں آئی، ان کو سحر زدہ قرار دے کر اپنے جیسا انسان سمجھا اور جھٹلا دیا بلکہ کفار مکہ کی طرح آسمانی عذاب مانگا کہ تم اگر سچے ہو تو آسمان کے ٹکڑے گرا دو۔ چنانچہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ بعض روایات کے مطابق ان پر سات دن رات تک بجلیاں گرتی رہیں۔ سخت گرمی اور دھوپ کی شدت سے بچنے کے لیے اس سایہ کے نیچے جمع ہو گئے، زمین زلزلہ سے لرز اٹھی اور ایک سخت چنگھاڑ نے انہیں موت کی نیند سلا دیا۔ یہ تینوں عذاب اُس دن آئے جس دن اُن پر بادل سایہ فگن ہوا۔ قرآن مجید میں تین جگہوں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب اور ان کی ہلاکت کا ذکر موقع کی مناسبت سے آیا ہے۔ سورہ الاعراف: ۸۸ میں زلزلہ، سورہ ہود: ۹۴ میں صیحۃ (چیخ) اور سوہ الشعراء: ۱۸۹ میں آسمان سے ٹکڑے گرانے کا حکم ہے۔

گزشتہ اقوام عالم پر مختلف قسم کے عذاب کی تفصیل کے تناظر میں موجودہ زمانہ کے حالات کا جائزہ لینا چاہئے۔ تقریباً ۲۹ سال قبل بتاریخ ۲۱/اگست ۱۹۸۸ء مطابق ۷/محرم الحرام ۱۴۰۹ھ صوبۂ بہار کے ضلع دربھنگہ میں علی الصباح ۴ بج کر ۱۷ منٹ پر شدید زلزلہ آیا۔ اور اب تو مختلف ملکوں میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اوقات تقریباً ایک ہی ہیں۔ چند کی تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

۱- ۲۶/دسمبر ۲۰۰۳ء، شہر بام- ایران- صبح ۷ بج کر ۵۶ منٹ اور ۵۲ سیکنڈ پر زلزلہ آیا۔

۲- ۲۶/دسمبر ۲۰۰۴ء صوبہ آچے- انڈونیشیا- صبح ۷ بج کر ۵۸ منٹ اور ۵۵ سیکنڈ پر سمندری زلزلہ آیا جسے سنامی (Tsunami) کہتے ہیں۔

۳- ۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کشمیر مکمل، اصل مرکز مظفر آباد، علی الصباح۔

۴- ۲۷/مئی ۲۰۰۶ء، یوگیا کرتا (Yogyakarta) انڈونیشیا کے مرکزی جزیرہ جاوا کا رائل شہر اور سیاحی کا مرکز- صبح ۵ بج کر ۵۴ منٹ پر زلزلہ آیا۔

یہ سارے علاقے مسلم آبادی کے ہیں۔ ان علاقوں میں زلزلہ، سنامی، طوفان اور بعض دوسرے علاقوں میں ہنگامی حالات کے اسباب وعلل قرآن مجید کی روشنی میں بر و بحر میں فساد ہے۔ ساری دنیا میں اوروں سے صرف نظر مسلمانوں میں بھی تمرد وسرکشی اور بے حیائی حد سے تجاوز کر گئی ہے۔ زبانِ قال سے تو مسلمان ہیں مگر زبانِ حال سے کیا ہے، ناگفتہ بہ ہے۔ دنیا میں سمندر کے تقریباً تمام آباد ساحلی علاقے سیاحی کے مراکز ہیں۔ ان میں کیا کچھ نہیں ہوتا، ان کی تفصیل سے میں اپنی زبان اور قلم آلودہ کرنا نہیں چاہتا۔ کوئی بھی پریشانی، آزمائش اور مصائب وآلام ہمارے غلط اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیں حتی الامکان اس دنیا کی خاردار جھاڑیوں سے دامن بچا کر صاف شفاف زندگی گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

لیکن بعض محققین کی کچھ اور ہی رائے اور خیال ہے۔ ڈاکٹر ابوالحیات اشرف (۱۸) کے مطابق زمینی اور سمندری زلزلوں کا سلسلہ مسلم آبادی کو نیست ونابود اور ان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے اسلام دشمن عناصر کی دور رس، منصوبہ بند اور جدید ٹکنالوجی کا کرشمہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر روزلی برٹل اور جی- جی- وے یسکی کی بالترتیب دو کتابوں Erth The Latest Weopons of War Between Two Ages سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ نے زلزلہ، سیلاب، آندھی اور زمین کے ٹکٹونک پلیٹوں کو توڑنے پھوڑنے اور ان میں ارتعاش (Vibrations) پیدا کرنے کی قوت اور نسل انسانی کو کم بلکہ ختم کرنے کی صلاحیت پیدا کر لی ہے۔ ایک اور امریکی سائنس داں کے مطابق ''ان خفیہ آپریشنز کا مقصد'' خاص علاقوں کو نشانہ بنانا ہے۔ دوسرے نیوکلیئر سائنسداں کا بیان ہے کہ امریکی فوج اپنے دشمن کو تباہ کرنے کے لیے ہائی پاور مائیکرو ویو ہتھیار بنا رہی ہے۔ زلزلہ، سیلاب اور سائیکلون لانے والے اس ہتھیار کو ہارپ (Haarp) کہا جاتا ہے۔ اس سے جانداروں اور پیڑ پودوں کی تباہی بڑے پیمانہ پر ہوسکتی ہے۔ یہ عذاب الٰہی کی بدلی ہوئی شکل ہے جو ہمارے اعمال وافعال کا نتیجہ ہے اور اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔

حواشی

(۱) ترجمہ: اورانہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)۔ (۲) صحیح بخاری، تفسیر سورہ نوح، حدیث ۴۹۲۰، ص ۴۶۱، ۴۶۲، جلد ۶۔ (۳) سورہ ھود: ۳۷ (۴) سورہ ھود: ۳۸ (۵) سورہ ھود: ۴۰-۴۴ (۶) سورہ ھود: ۵۹ (۷) سورہ حم سجدہ: ۱۵ (۸) سورہ ھود: ۵۴ (۹) سورہ الحاقۃ: ۶-۷-۸ (۱۰) بخاری شریف: ۲/۵۲۰ (۱۱) حم سجدہ: ۱۷ (۱۲) الحاقہ: ۵ (۱۳) ہود: ۶۴، ۶۵ (۱۴) ہود: ۶۶ تا ۶۸ (۱۵) اعراف: ۸۱، عنکبوت: ۲۸ (۱۶) ہود: ۶۹ تا ۷۶ (۱۷) عنکبوت: ۳۲ (۱۸) ماہنامہ نوائے اسلام، دہلی، جلد نمبر ۲۲، شمارہ نمبر ۱۲، دسمبر ۲۰۰۵ء۔ مستقل عنوان ''السلام علیکم'' ص ۴۳-۴۷۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام عظیم الشان چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ''قیامِ امنِ عالم وتحفظِ انسانیت'' کے عنوان پر پورے جوش وخروش اور تزک واحتشام کے ساتھ دہلی میں ۹-۱۰/مارچ کو

دہلی، ۱۱/جنوری ۲۰۱۸ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی چونتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس دہلی کے رام لیلا میدان، نئی دہلی میں بروز جمعہ وسنیچر بتاریخ ۹-۱۰/مارچ ۲۰۱۸ء ''قیام امن عالم وتحفظ انسانیت'' کے عنوان پر منعقد ہوگی۔ اسلام کے پیغام امن وانسانیت کو جاننے اور عام کرنے، دہشت گردی، داعش ودیگر دہشت گرد تنظیموں کی سنگینی اور سازشوں کو سمجھنے، اوران کے خلاف بیداری پیدا کرنے، اسلامی رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کے فروغ میں یہ کانفرنس مدد ومعاون ثابت ہوگی۔ علاوہ ازیں شراب نوشی ودیگر منشیات کا استعمال، جہیز جیسی سماجی برائیاں، جوا، رشوت، جہالت وبھکمری معاشرے کے لیے چیلنج بنی ہوئی ہیں۔ عصر حاضر میں آلودگی اوراس کے نتیجہ میں بڑھتے ہوئے درجۂ حرارت اور پانی کی قلت کے خدشات کے مسائل بھی کم فکرمندی کے حامل نہیں، ان سے پوری انسانیت مضطرب اور دنیا کی ساری مخلوق اس کی خطرناکیوں کے نرغے میں ہے۔ ملک وملت وانسانیت کو درپیش مذکورہ مسائل ومشکلات کا حل پیش کرنے اوران کے سلسلے میں عوامی بیداری لانے کے لیے کانفرنس میں نوع بنوع پروگرام منعقد ہوں گے۔ کانفرنس میں ملک وبیرون ملک کے مشاہیر علماء کرام ودانشوران ملک وملت نیز دینی وسماجی اہم شخصیات شریک ہوں گی جن کے مذکورہ موضوعات ومسائل پرچشم کشا، بصیرت آمیز اور ایمان افروز خطابات، تقاریر، مقالات اور منظوم کلام سے شرکاء کانفرنس محظوظ ومستفید ہوں گے۔ توقع ہے کہ کانفرنس میں ملک کے کونے کونے سے بلاامتیاز مسلک ومشرب خاص وعام بڑی تعداد میں شریک ہوں گے اوراپنی دینی حمیت، اسلامی اخوت اور جماعتی غیرت ومحبت کے ساتھ شریک ہوکر امن وانسانیت اور قومی یکجہتی اور بقائے باہم کے اسلامی پیغام کو عام کریں گے۔

اس وقت ملکی نیز عالمی سطح پر انسانیت کی روح سے متصادم نظریات کے باعث جس طرح کی بےچینی وکشیدگی پائی جارہی ہے اس سے نہ صرف مسلمانان عالم بلکہ ہرذی ہوش وسلیم الطبع شخص فکرمند ہے نیز اس کا پائدار حل چاہتا ہے۔ ان حالات کا تقاضا ہے کہ ہرشخص بحیثیت انسان اپنی بساط بھراس کے لیے کوشاں رہے نیز مثبت اقدامات کرنے والوں کی آواز میں آواز ملائے۔ اسی میں انسانیت نیز ساری کائنات کی بھلائی مضمر ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جوملک وملت کے حساس وسلگتے مسائل کے حل کے تئیں ہمیشہ فکرمند رہتی ہے اوران میں اپنا مثبت کردارادا کرنے کی سعی پیہم کرتی ہے، اس کے ذریعہ کانفرنس کا موجودہ عنوان پر انعقاد اسی فکرمندی کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ اس کے دوررس اثرات مرتب وپائدار نتائج برآمد ہوں گے۔ واضح ہوکہ اس سے قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند انسانیت کے مسائل کا حل، وسطیت واعتدال، اسلاف وائمہ کی قدردانی، جیسے قابل قدر عناوین پر متعدد کانفرنسیں منعقد کرکے عوام وخواص سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہے۔

ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد ہارون سنابلی نے بتایا کہ مذکورہ خیالات کا اظہار امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے گذشتہ کل جمعیت کے دفتر میں منعقد ایک میٹنگ کے دوران کیا۔ ناظم عمومی نے مزید بتایا کہ کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ اور ذمہ داران، ارکان، وابستگان اور کارکنان اس کو کامیاب بنانے کے لیے پوری تندہی سے مصروف کار ہیں۔

ملک کے آئین کی وفاداری وپاسداری اور جمہوریت کی حفاظت ہر شہری کی ذمہ داری ہے: مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی
المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ میں یوم جمہوریہ کے موقع پر پرچم کشائی کے بعد امیر محترم کا خطاب

دہلی: ۲۷/جنوری ۲۰۱۸ء: ہندوستان ایک عظیم جمہوری ملک ہے۔ اوراس کا آئین جمہوری اساس پراستوار ہے۔ جس میں ہرسماج اور طبقے کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ انصاف، آزادی، مساوات اوراخوت اس آئین کی بنیادیں ہیں۔ یہ دستور ملک کے ہرسماج اور طبقے کو قومیت، بھائی چارہ اور یک جہتی کی سنہری لڑی میں پروئے ہوا ہے۔ اس کی حفاظت اور پاسداری بلاتفریق مذہب وملت اور رنگ ونسل ہرشہری کی ذمہ داری ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اعلیٰ دینی، تعلیمی وتربیتی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ واقع اہل حدیث کمپلیکس، جامعہ نگر، نئی دہلی میں یوم جمہوریہ کے موقع پر پرچم کشائی کے بعد طلبہ واساتذہ وغیرہ سے خطاب کررہے تھے۔

انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ ملک کی آزادی میں مسلمانوں اوران کے تعلیمی اداروں خصوصاً اہل حدیث علماء وعوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اوراس کے آئین کی حفاظت وصیانت اور ملک کی تعمیر وترقی میں گراں قدر رول ادا کیا، اس لیے کسی بھی مرحلے میں انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے جدوجہد آزادی میں اہل

حدیث علماء وعوام کی مساعی جمیلہ کے حوالے سے تحریک شہیدین اور مولانا ابوالکلام آزاد ،مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، سرسید احمد خان اور علماء صادق پور کا بطور خاص تذکرہ فرمایا۔ نیز کہا کہ یوم آزادی ویوم جمہوریہ کے مواقع پر ہم دیس واسی مبارک جذبے سے ہر سال جشن مناتے ہیں لیکن بہت سارے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان دونوں مواقع پر جشن منا کر ملک کی وفاداری کا حق ادا کردیا۔ حالانکہ ان تقریبات کے ساتھ ساتھ آئین کے ساتھ وفاداری برتنا، قوانین وضوابط کی پاسداری کرنا، ملک کی تعمیر وترقی کے لیے جٹ جانا، امن وآشتی بحال رکھنا اور ہر طرح کی شورش، تخریب کاری اور فتنہ وفساد سے بچنا اور بچانا ہر بھارتی بھاری کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہر آدمی امن وقانون کی پاسداری کرنے لگے تو دنیا کا یہ سب سے بڑا جمہوری اور ٹھوس آئین کا حامل ملک سارے جہان میں مقتدر وممتاز ہوجائے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں تمام ذمہ داران، کارکنان، احباب ووابستگان، ذمہ داران واساتذہ وطلبہ مدارس اور پیارے دیس واسیوں کو اس قومی تیوہار کی مبارک بادپیش کی اور کہا کہ جس طرح ہم نے آزادی کی لڑائی مشترکہ طور پر لڑی ہے اسی طرح اس کے آئین کی حفاظت اور ملک کی گنگا جمنی خوب صورت تہذیب اور کثیر ثقافتی روایت وقومی یک جہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وبھائی چارہ کو قائم رکھنے میں بھر پور کردار ادا کرتے رہیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ پورے ملک میں ہمارے مدارس وجامعات میں پرچم کشائی اور تقریبات کے انعقاد کا اہتمام ہورہا ہے اور اس طرح سے امن وسکون کے ساتھ انسانیت سازی اور جمہوریت کی پائیداری کا کام انجام دے رہے ہیں اس کے لیے آپ سب قابل مبارک باد ہیں۔ واضح رہے کہ پرچم کشائی کے بعد طلبہ المعہد العالی نے قومی ترانہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' پیش کیا۔ حاضرین میں نگراں المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی ودیگر معززین اور طلبہ شریک ہوئے اور سبھوں نے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

☆☆☆

جنرل میڈیکل اور موتیابند کیمپ انعقاد پزیر

: جمعیت الشبان المسلمین بنارس کے زیر اہتمام دعوتی اور تعلیمی امور کے ساتھ مختلف رفاہی کام ہوتے ہیں جیسے جاڑے میں غریبوں میں کمبل تقسیم کرنا، پانی پینے کے لئے ہینڈ پائپ اور سمرسیبل کا انتظام اور غریبوں کے علاج کا اہتمام اس سلسلے میں ۷/جنوری بروز اتوار، بجرڈیہہ اناج نگر، حبیب منزل میں مفت جنرل میڈیکل اور موتیابند کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ کیمپ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جمعیت کے ڈائریکٹر مولانا محمد جنید مکی نے کیمپ کے اغراض ومقاصد کو بیان کرتے ہوئے مختصر اور جامع انداز میں بتایا کہ اسلام میں محتاجوں اور مریضوں کو بلا تفریق مذہب وملت کس طرح سے نگہداشت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آئے ہوئے ڈاکٹروں نے باری باری اپنی مفید باتوں اور نیک مشوروں سے نوازا۔ اس کیمپ میں ہر طرح کے مریضوں کو جانچ کر کے ان کو مفت دوائیں تقسیم کی گئیں خاص طور سے موتیابند کے تقریباً ۲۰۰ مریضوں کو جانچ کر کے ان کو آپریشن کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ موتیابند مریضوں کو مشہور ڈاکٹر آر کے اوجھا نے جانچ کیا۔ کیمپ میں دومہمان خصوصی بنت عیسی الکواری اور عیسی احمد النخلیل نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض مولانا اسعد مکی نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔

اس موقع پر شہر اور آس پاس کے معزز حضرات کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر آر کے اوجھا، ڈاکٹر روہت گپتا، ڈاکٹر ہری شنکر، ڈاکٹر مرلی دھر، ڈاکٹر عبداللہ، ڈاکٹر نیلم پانڈے، مرکزی حج کمیٹی کے رکن افتخار احمد جاوید، الحاج عبدالمجید، الحاج محمد یعقوب، حافظ محمد یونس، محمد صالح انصاری، محمد عارف، مولانا عبداللہ سعود عثمانی، عالم انصاری، سعد جنید مکی، حمدان عدیل، ماسٹر محمد عمران، محمد ہارون کیفی، سعود مکی وغیرہ خاص طور سے موجود رہے۔

امیر جمعیت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی السلفی /حفظه الله وتولاه کا جھارکھنڈ دورہ:

۱۱/جنوری ۲۰۱۸ء بروز جمعرات امیر محترم بذریعہ طیارہ رانچی پہونچے وہاں استقبال کے لئے احباب جماعت ایئرپورٹ پر گاڑی لے کر موجود تھے۔ امیر محترم بائی روڈ بکارو پہونچے وہاں جماعتی افراد سے ملاقات کی، وہاں کی جامع مسجد اہل حدیث میں عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد خطاب کیا، پھر مدھوپور کے لئے چل پڑے۔ رات تقریباً بارہ بجے کلیة التربیة السلفیة للبنات مدھوپور کے مہمان خانہ میں تشریف لائے یہاں استقبال کے لئے عبدالغفار نیتا اور مولوی رمضان وغیرہ پہلے سے موجود تھے، ان کا شاندار استقبال کیا گیا، کھانا اور نماز سے فارغ ہوکر آرام فرمایا۔ فجر نماز کی امامت کے بعد درس قرآن دیا اس کے بعد غسل وناشتہ سے فارغ ہوئے، جماعتی احباب کے آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جامتاڑا سے مولانا عبدالرؤف عالی، مولانا حفاظت اللہ سلفی، مولانا محی الدین اثری، مدھوپور سے مولانا محمد طیب مدنی، مولانا حافظ قطب الرحمٰن فیضی وغیرہم تشریف لائے اور امیر محترم کو مدھوپور میں بھی ایک پروگرام کرنے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کرلیا، امیر محترم کو قمر انگلش گرل اسکول کے پروگرام میں ستلا گانڈے گریڈیہہ جانا تھا جہاں شیخ کلیم صدیقی مدنی نے پہلے سے ہی پروگرام طئے کررکھا تھا وہاں آپ نے جلسہ کی صدارت کی، خطاب کیا اس پروگرام میں صوبہ بہار کے نائب امیر مولانا خورشید عالم مدنی، مولانا ارشد فہیم مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار اور ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث گریڈیہ مولانا عبد الرؤف عالی، ڈاکٹر ثناء اللہ تیمی، مولانا دل محمد سلفی وغیرہم موجود تھے۔ امیر محترم کو جامع مسجد نرائن پور جامتاڑا میں جمعہ کا خطبہ دینا تھا، جو پہلے سے طئے تھا۔ مدھوپور سے

امیر محترم کو عزیزم عبدالرزاق سلمہ اپنی گاڑی میں لے کر روانہ ہوئے یہاں پہلے سے اعلان کے مطابق کثیر تعداد میں احباب جماعت جمعہ کا خطبہ سننے کے لئے موجود تھے، مسجد مکمل طور پر بھری ہوئی تھی۔ یہاں جماعت کی نمائندگی جناب مولانا محمد جرجیس سلفی کر رہے تھے خطبہ سے پہلے امیر محترم نرائن پور بازار پہونچ گئے تھے جمعہ کا خطبہ بہت ہی شاندار رہا۔ وہاں مولانا عبدالعلیم مدنی وغیرہم کے علاوہ متعدد وفود، متولیان مساجد و دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ پھر کھانے سے فارغ ہوکر قافلہ مولانا عبدالرؤف عالیاوی کے مدرسہ کے معائنہ کے لئے ناروڈیہہ پہنچا، عصر کی نماز کی امامت کے بعد طلبہ واساتذہ سے خطاب کیا اور مختصر میٹنگ کی۔ وہاں سے قافلہ دھنباد کے لئے روانہ ہوا وعدہ کے مطابق امیر محترم دوبارہ دھنباد پہونچے وہاں جماعتی احباب سے جامع مسجد اہل حدیث کی تعمیر وغیرہ سے متعلق بات چیت ہوئی اور امیر محترم کا خطاب بھی ہوا۔ پھر وہاں سے سیدھے مدھوپور کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ عشاء کی نماز کے بعد مدھوپور بازار والی مسجد میں امیر محترم کا پروگرام تھا، دھنباد سے گاڑی عزیزم عبدالغفار نیتا چلا رہے تھے جو وقت مقررہ پر مدھوپور پہونچا دیئے۔ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد اہل حدیث میں امیر محترم کا خطاب ہوا اہل مدھوپور جمع تھے۔ پروگرام بہت ہی اچھا رہا اس کے بعد حافظ قطب الرحمٰن کے دولت خانے پر مولانا عبدالمالک وغیرہ کے ساتھ کھانا تناول فرمائے۔ اورکلیۃ التربیۃ السلفیۃ للبنات کے مہمان خانہ میں تشریف لائے اور کچھ دیر آرام فرمایا اور رات کے دو بجے ٹرین سے مالدہ مغربی بنگال کے پروگرام کے لئے روانہ ہوگئے ساتھ میں مولوی رمضان بھی مالدہ تک گئے، اس طرح یہ دورہ جماعتی اعتبار سے بہت ہی کامیاب رہا۔ (عبدالستار سلفی مدیر کلیۃ التربیۃ السلفیۃ للبنات مدھوپور جھارکھنڈ وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی)

انتقال پرملال: بڑے رنج وغم کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ شہر اٹاوہ مغربی یوپی کی ایک معزز ہستی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مجلس شوریٰ کے سابق ممبر، شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث اٹاوہ کے سابق نائب امیر، مسجد اہل حدیث محلّہ بھورہ (اٹاوہ) کے تاحیات مؤذن جناب حاجی عبدالقیوم صاحب کا اچانک دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے مورخہ ۲۰/جنوری ۲۰۱۸ء بروز سنیچر رات ۴/بجے فجر سے قبل ۹۵ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ تدفین بعد نماز عصر شہر کے مشہور قبرستان بائیس خواجہ میں ہوئی، وصوف صوم وصلوۃ کے بڑے پابند تھے۔ تاریخ اہل حدیث شہر اٹاوہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ دینی کتب کے مطالعہ کا بھی کافی شوق رکھتے تھے۔ بڑے بڑے علمائے کرام سے ان کی ملاقاتیں رہیں۔ اللہ موصوف کی مغفرت فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (غمزدہ: محمد جرجیس محمد الیاس السراجی، امیر شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث اٹاوہ، مغربی یوپی)

معروف داعی ڈاکٹر محمد معراج عالم بن محمد انفاق تیمی کو صدمہ: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ معروف داعی ڈاکٹر محمد معراج عالم بن محمد انفاق تیمی صاحب کے جواں سال بڑے بہنوئی جناب محمد ارشد صاحب مقام مہواوا، پپراہی بازار، ضلع شیوہر، بہار کا مورخہ ۲۴/جنوری ۲۰۱۸ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف نیک خصال، ملنسار اور منکسر المزاج اور دین دار انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ ہیں۔ اللہ غریق رحمت کرے، ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان ڈاکٹر معراج عالم تیمی اور ان کے اخوان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

احباب ووابستگان جماعت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(شریک غم: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، نئی دہلی)

وفات حسرت آیات: بہت ہی افسوس کے ساتھ خبر دی جاتی ہے کہ مولوی محمد ہلال احمد صاحب کی والدہ محترمہ سلینہ خاتون کا ۲۱/دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بوقت بعد مغرب، اپنے آبائی وطن عظیم آباد، بھوج پور آرہ بہار میں انتقال ہوگیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک صالح، صوم وصلاۃ کی پابند، غریبوں مسکینوں کی ہمدرد اور خوش مزاج خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ بشری لغزشوں کو درگذر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ پسماندگان اعزہ واقارب اور لواحقین کو صبر جمیل دے۔ آمین

(غمزدہ: محمد ہلال احمد عظیم آباد)

تعزیت پرشکریہ: آخر اللہ کی مرضی پوری ہوئی کئی برسوں علالت کے بعد میری رفیقہ حیات زندگی ۶۸ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی کو بتاریخ ۲۱/جنوری صبح ۶/بجے الوداع کہا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ والدین کی وفات کے بعد یہ دوسرا سانحہ عظیم ہے جس نے میرے سکون خاطر کو درہم برہم کردیا اب تک حواس بجا نہیں ہے مرحومہ کی دس برسوں سے صحت خراب تھی اس دس برس میں کامل صحت میسر نہ آئی مگر کبھی اس اللہ کی بندی کی زبان پر حرف شکایت نہ آئی ہمہ وقت صابرہ وشاکرہ کی پیکر بنی رہیں بڑی خوبیوں کی حامل اور مثالی خاتون تھیں۔ میری رفیقہ زندگی کی وفات پر جن احباب ورفقاء اور متعلقین نے تعزیت کا ذریعہ اظہار ہمدردی اور میرے غم میں شرکت کی ہے ان کا میں تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں اللہ ان سب کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور جزائے خیر دے اور عفت ووفا کے اس پیکر کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

(غمزدہ: عبدالرؤف خاں ندوی، تلسی پور، بلرامپور، یوپی)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز اور جملہ ذمہ داران وکارکنان نے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ھے)

☆☆☆